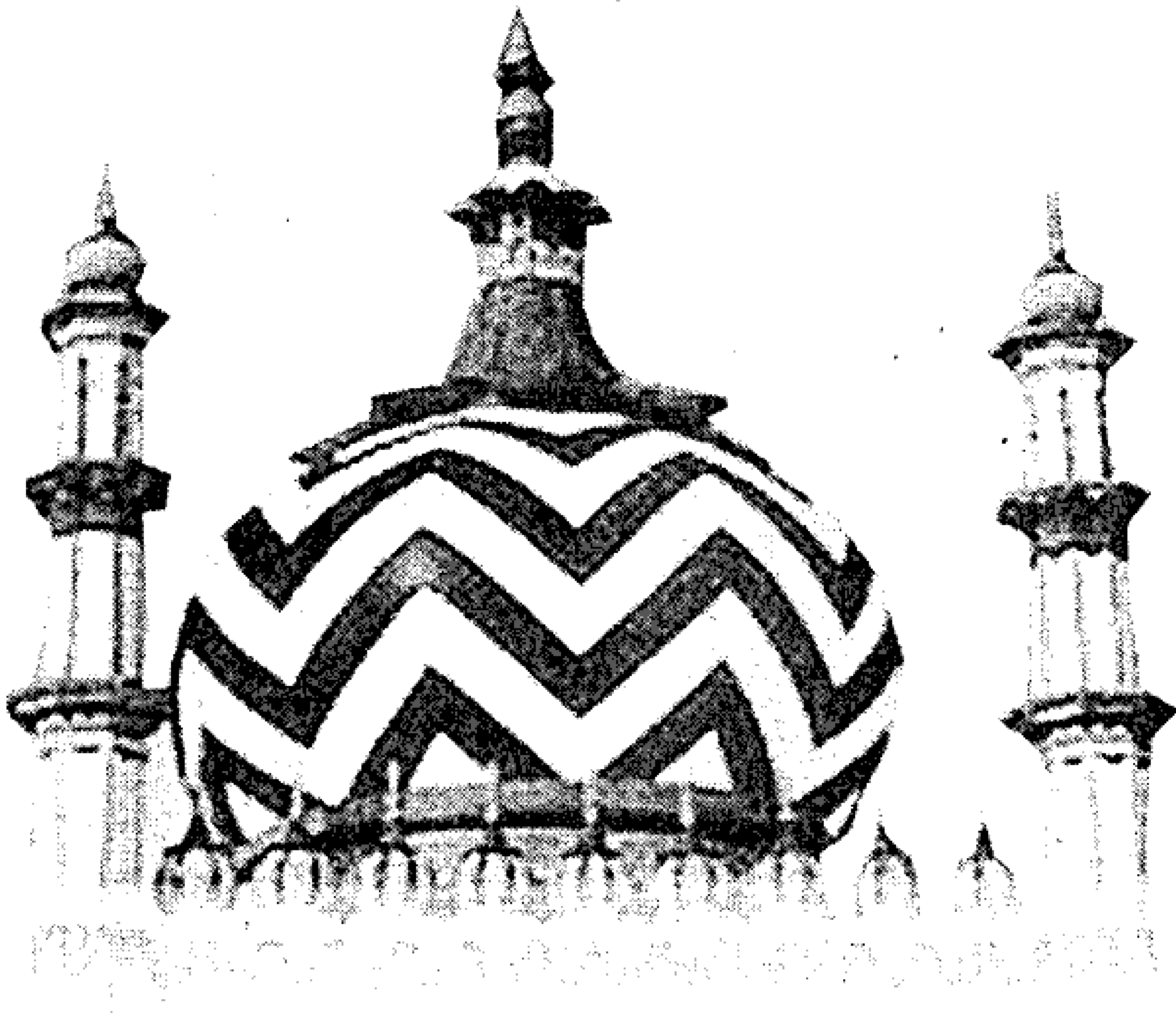
بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ

ذکرِ رضا



محمد فہد قادری

0300-8396958
0333-6688470

نام کتاب ——— ذکر رضا

مؤلف ——— محمد فہد قادری

زیر نگرانی ——— مولانا محمد ابراہیم سعیدی

سعادت کمپوزنگ ——— غلام یٰسین

حروف سازی ——— محمد صفدر علی صابر

پروف ریڈنگ ——— محمد عمیر بلال، محمد حسان شیراز

اشاعت اوّل ——— صفر المظفر 1438ھ

سٹاکسٹ

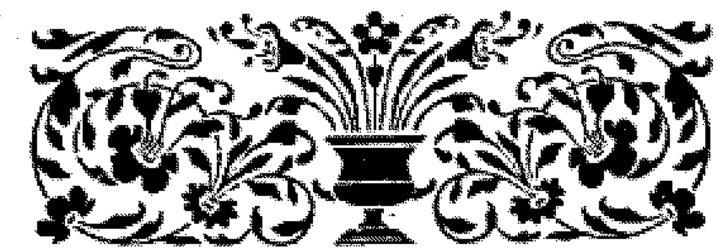
مرکزی جامع مسجد غوثیہ مین بازار کبیر والا



نوٹ

حتی الوسع پروف ریڈنگ کی پوری پوری کوشش کی گئی ہے۔
تاہم کوئی غلطی رہ گئی ہو تو آگاہ فرمادیں۔ تاکہ آئندہ ایڈیشن میں تصحیح کی جاسکے۔

فہرست



انتساب!

میں اپنی اس پہلی کاوش کو سیدۃ النساء العالمین، سیدۃ النساء اہل الجنۃ

آیت تطہیر کی حامل خاتون، طاہرہ، عابدہ، زاہدہ

سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا

اور آپ کے توسل سے اہل بیت اطہار رضی اللہ عنہم کے مبارک نام کرتا ہوں۔



الاھداء

عاشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم شہید ناموس رسالت شہید اعظم

ملک ممتاز حسین عطاری قادری رحمۃ اللہ علیہ

کے نام کرتا ہوں

طالب دعا

محمد فہد قادری

تقریظ سعید

نباضِ اہل سنت، فخرِ اہل سنت، متکلم اسلام

علامہ مفتی محمد شوکت علی سیالوی طال اللہ عمرہ

آف خانیوال

الحمدللہ رب العالمین والصلوۃ والسلام علی سیدنا ومولانا محمدٍ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ اجمعین۔ اما بعد!

اعلیٰ حضرت امام اہل سنت الشاہ احمد رضا خان فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ (1272ھ--1340ھ) کی ذاتِ بابرکات صاحب علم کے لیے محتاج تعارف نہیں۔ اللہ تعالیٰ کی عنایات کریمہ سے پچاس سے زیادہ علوم پر مہارت تامہ رکھتے تھے۔

پھر اللہ تعالیٰ کی طرف سے توفیق کو آپ کا زندگی بھر اس طرح رفیق بنایا گیا کہ آپ نے اپنی زندگی کا اوائل نوجوانی سے لے کر تادمِ وصال ایک ایک لمحہ اور اپنے خداداد علوم وفنون اور خداداد صلاحیتوں کو تاقیامِ قیامت امت مسلمہ کے لیے صَرف فرمایا۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا دور اگر دیکھا جائے تو مکمل طور پر دشمنانِ اسلام کی اسلام اور اہل اسلام کے خلاف یلغار کا دور ہے۔

یہود ونصاریٰ کی مرکز اسلام جزیرہ نما عرب میں ایک ایسی تحریک مسلمانوں میں خارجیوں کے تعاون سے کھڑی کرنے میں کامیاب ہوجاتے ہیں جو اپنے علاوہ تمام مسلمانِ عالم کو مشرک گردانتی ہے اور عالم اسلام میں جہاں فکری ونظریاتی انتشار کا باعث بنتی ہے وہیں مسلمانوں کو آپس میں ہمیشہ کے لیے خلفشار کا شکار کردیتی ہے اور ایسی فرقہ

واریت کو جنم دیتی ہے کہ آپسی اختلاف کے باعث مسلمانوں کی پوری دنیا میں ہوا اکھڑ جاتی ہے۔ اور بفحوائے آیت قرآنی اَنْ تَذْهَبَ رِيحُكُمْ کا مصداق کامل مسلمانوں کی حالت قرار پاتی ہے۔

اس وقت آقا نبی کریم ﷺ کی عرب وعجم پہ مشتمل تمام کی تمام امت کے اعتقاد کی حفاظت ونگہبانی جن ٹھوس علمی بنیادوں پر اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اس کی دنیا میں مثال نہیں ملتی۔

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے دور میں یہود ونصاریٰ کی پروان چڑھائی ہوئی تحریک کا سب سے بڑا منصوبہ بقول اقبال یہی تھا کہ

یہ فاقہ کش جو موت سے ڈرتا نہیں کبھی
روح محمد اس کے بدن سے نکال دو

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ کا سب سے بڑا کارنامہ یہ ہے کہ انہوں نے ایمان کی جان، اسلام کی اساس غلبہ اہل اسلام کی ضمانت "عشق مصطفیٰ ﷺ کا تحفظ" اپنی زندگی کا نصب العین بنایا۔ آپ ﷺ کی عظمت اہل ایمان کے دلوں میں راسخ فرمائی اور قیامت تک کے لیے ناموس مصطفیٰ ﷺ پر پہرہ دینے کے لیے علمی وفکری طور پر اہل ایمان کو مضبوط کردیا۔

الغرض امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ کی کتابوں کا مطالعہ کریں اور پھر اس دور کی تاریخ دیکھیں تو مکمل طور پر واضح ہوجاتا۔ اعتقادی وفکری روحانی وفقہی، معاشرتی وسماجی، معاشی وسیاسی سطح پر کوئی ایسا میدان نہیں جس میں امام المسلمین امام احمد رضا فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ ہماری کتاب وسنت اجماع واستنباط سے کامل رہنمائی فرماتے نظر نہ آئیں۔

ہر دور کے مسلمانوں پر لازم رہے گا کہ فکر رضا اور تعلیمات رضا کا مطالعہ جاری

رکھیں اور شخصیت رضا کا مکمل تعارف انہیں حاصل رہے۔

میرے دیرینہ مخلص دوست صحافی اسلام حضرت مولانا محمد صفدر علی صابر زید مجدہم کے توسط سے عزیز القدر فاضل گرامی حضرت مؤلف محمد فہد رضا قادری کا امام احمد رضا فاضل بریلوی کی شخصیت اور خدمات کے حوالہ سے تحریر کردہ رسالہ موصول ہوا۔

عدیم الفرصتی کے باعث چند ایک مقامات کا مطالعہ کیا ماشاءاللہ تعالیٰ بہت اچھی ابتدائی کاوش نظر آئی۔

ہماری نئی نسل کے لیے فاضل گرامی قدر کی یہ تحریر (ذکر رضا) امام احمد رضا ﷫ شناسی کے حوالے سے ان شاءاللہ تعالیٰ اہم کردار ادا کرتی رہے گی۔

اللہ تعالیٰ میرے اس فاضل عزیز کی عمر میں، علم وعمل میں اور ان کی صلاحیتوں میں مزید برکات ونکھار پیدا فرمائے اور جس بافیض ہستی کے ذکر خیر پر مبنی انہوں نے یہ وقیع علمی کوشش فرمائی اس ہستی عظیمہ کے فیض وبرکت سے اللہ تعالیٰ مزید انہیں علمی میدان میں امت مسلمہ کی خدمت کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یارب العالمین

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہٖ سیدنا ومولانا محمدٍ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم۔

حررہٗ الفقیر محمد شوکت علی سیالوی

تقریظ لطیف

محقق اہلسنت، عالم جلیل، فاضل نبیل

علامہ مفتی محمد نصیر الدین نصیر الحسنی مدظلہ العالی

اعلیٰ حضرت امام اہل سنت مجدد دین وملت امام احمد رضا خان فاضل بریلوی ﷫ کی شخصیت کے بارے میں ہزاروں مضامین، سینکڑوں کتب ورسائل دنیا کی کئی زبانوں میں لکھے اور شائع کیے گئے ہیں۔ ہر مصنف نے اپنی علمی بساط کے مطابق اس میدان میں جولانی کی لیکن اس کے باوجود حق یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا!

جناب فہد قادری صاحب نے اس حسین میدان میں اضافہ کرتے ہوئے اعلیٰ حضرت ﷫ کی ذات، شخصیت، تعارف، تبحر علمی، فقہی کمالات، سائنس اور علوم جدیدہ میں گہری نظر کے بارے مختصر مگر باوقار اور اچھے تلے الفاظ میں قلم اٹھایا ہے۔ جس کو دنیائے رضویت میں یقیناً قدر کی نگاہ سے دیکھا جائے گا یہ کتاب (ذکر رضا) جہاں ایک طرف معلومات کا خزانہ ہے وہیں یہ دور حاضر کے جدید قلم کاری کے لیے قابل تقلید نمونہ بھی ہے۔ اور موجودہ دور کے مصنفین کو ایک دعوت دی ہے کہ وہ بھی اس میدان میں آگے بڑھ کر جہان رضا کے وسیع میدان میں اپنا حصہ ڈالیں اور دور مستقبل کے ریسرچ سکالرز اور مصنفین کے لیے علمی سرمایہ چھوڑ جائیں۔ مصنف صاحب کی تحریر سے جو خوشبو مہک رہی ہے اس سے محسوس ہوتا ہے کہ وہ مستقبل میں بڑا نام کمانے والے ہیں۔

آمین۔ والسلام

الفقیر (مفتی) نصیر الدین نصیر الحسنی شورکوٹ شہر

سبب تالیف

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ برصغیر پاک و ہند کے ہی نہیں بلکہ عالم اسلام کی ایک قدآور بلند و بالا اور عظیم ترین فقید المثال اسلامی و ملی شخصیت کا نام ہے۔ امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ کی ذات گرامی وہ ہے جس نے ہر مسلمان کے قلب میں عشق مصطفیٰ ﷺ کا رس گھولا۔ کیوں کہ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ سے عشق و محبت مجھے گھٹی میں پلائی گئی تھی اسی عشق و محبت کی بدولت اس قابل ہوا کہ اس عظیم ہستی کی سیرت پر کچھ لکھوں کیوں کہ میں نے جب سے ہوش سنبھالا کوئی بھی دینی مسئلہ درپیش ہوا یا شرعی احکامات کے بارے میں کچھ معلومات درکار ہوئیں تو اپنے بزرگوں سے یہی سنا کہ اس پر اعلیٰ حضرت کی تحقیق کیا ہے۔ زندگی میں کچھ تبدیلی ہوئی نماز، روزہ اور دیگر ضروریات دین کی ادائی فرض ہوئی تو ہر صحیح العقیدہ مسلمان سے یہی جواب ملا کہ نماز روزہ اور دوسرے ضروریات دین کی ادائیگی اسی طرح کی جائے جس طرح اعلیٰ حضرت کی تحقیق ہے (کیوں کہ اعلیٰ حضرت کی تحقیق قرآن و سنت کے عین مطابق ہے) وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ حقیقت مجھ پر آشکار ہوتی رہی لیکن میرے خیالات میں وہ پختگی نہ تھی کہ انہیں لفظوں میں ڈھال سکتا۔ مزید کچھ شعور بیدار ہوا دین اسلام کے مزید مسائل سے آگاہی ہوئی تو ہر باادب مسلمان کا قول یہی تھا کہ اس مسئلے کی تحقیق میں امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ نے کیا فرمایا ہے۔ مسلمانوں کے اختلافی معاملات ہوں یا اغیار اہل سنت کے عقائد، اسلامی مسائل ہوں یا شرعی احکامات، معاشرتی ہوں یا سماجی روحانی ہوں یا فقیہ، سائنسی معلومات ہوں یا فکری نظریات الغرض دین و دنیا کے ہر معاملے میں ایک صاحب علم و دانش اعلیٰ حضرت کی طرف رجوع کرتا ہوا ملتا ہے۔

کلمات تمہید

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی حَبِیْبِہِ الْکَرِیْم۔

حضرت امام محمد احمد رضا فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت مسلمانوں کے لئے عالمی اہمیت کی حامل ہے آپ اہل سنت کے امام تھے آپ کی علمی اور دینی خدمات کی وجہ سے آپ کو چودھویں صدی کے مجدد کے لقب سے پکارا گیا آپ پر عطائے خداوندی اور فضل رسول ﷺ کا اس قدر کرم تھا کہ آپ عالم بھی تھے فقیہ بھی، حافظ بھی تھے اور قاری بھی، محدث بھی تھے اور مفتی بھی، مفسر بھی تھے اور مناظر بھی، مجدد بھی تھے اور مصنف بھی، شاعر بھی تھے اور ادیب بھی، ماہر فن بھی تھے اور معلم علماء بھی، ہادی امت بھی تھے اور مفکر ملت بھی، اعلیٰ حضرت کی تصانیف کی تعداد کم و بیش ایک ہزار ہے اعلیٰ حضرت جن پچاس سے زائد علوم پر مکمل دسترس رکھتے تھے آج کے اکثر علماء کو ان کے ناموں سے بھی واقفیت نہیں ہو گی اردو، ہندی، فارسی، عربی زبانوں پر مکمل دسترس رکھتے تھے۔ امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ سنتوں کے فروغ میں پوری زندگی مصروف رہے یہی وجہ ہے کہ بدعات و خرافات اور غلط و غیر شرعی رسم و رواج کے سخت مخالف تھے بعض لوگ جو ان کا رشتہ بدعت سے جوڑتے ہیں وہ سخت غلط فہمی کا شکار ہیں یا جان بوجھ کر جھوٹ بولتے ہوئے نہیں شرماتے، اعلیٰ حضرت کا قلم ہمیشہ خدا اور اس کے رسول ﷺ کے احکامات کی سربلندی یا دشمنان رسول کے رد کے لئے اٹھا، جب یہ پُرنور قلم ترجمہ قرآن کا عزم باندھتا تھا تو ایسا شاہکار آفتاب افق پر طلوع ہوتا تھا جسے لوگ کنزالایمان کے نام سے جانتے ہیں۔ جب یہی قلم فتویٰ نویسی کا کام کرتا تو فتاوی رضویہ کے نام سے مسائل دینیہ کا ایک عظیم سمندر محسوس ہوتا جب یہ نور برساتا قلم

شاعری کی راہ پر گامزن ہوتا تو عشق ومحبت کا ایسا دیوان تخلیق ہوتا جسے لوگ حدائق بخشش کے نام سے جانتے ہیں اور جب یہ قلم دشمنان رسول صحابہ کرام واہلبیت عظام رضی اللہ عنہم پر چلتا تو دشمنوں کے سینوں میں گہرا غار ڈال کر چھوڑتا المختصر اس کتاب (ذکر رضا) میں امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی اور کام کے وسیع خزینے کا اجمالی سا تعارف کرانا مقصود ہے تاہم یہ مختصر تحریر امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ کو آج کی تمام انسانیت کے لیے اہم شخصیت ثابت کرنے کے لئے کافی ہے۔

امام باوفا باصفا میرے اعلیٰ حضرت
عشق مصطفیٰ کی انتہا میرے اعلیٰ حضرت
صفاتِ رضا بتاؤں تمہیں کیا کیا
علم وحکمت کی انتہا میرے اعلیٰ حضرت
پرچم عشق نبی کا ہاتھ میں تھامے ہوئے
عاشقوں کے پیشوا میرے اعلیٰ حضرت
ڈوب کر عشق میں کررہا ہوں ذکر رضا
فہدؔ کے دل کی صدا میرے اعلیٰ حضرت

محمد فہد قادری عطاری

0300-8396958

0333-6688470

ولادت باسعادت

امام اہلسنت الشاہ امام احمد رضا کی ولادت مبارک انڈیا کے شہر بریلی شریف (یوپی) کے محلہ جسولی میں 10 شوال المکرم 1272ھ 14 جون 1856ء بروز ہفتہ بوقت ظہر کو ہوئی آپ نے اپنا سن ولادت قرآن پاک کی اس آیت مبارکہ سے نکالا

أُولَٰئِكَ كَتَبَ فِي قُلُوبِهِمُ الْإِيمَانَ وَأَيَّدَهُم بِرُوحٍ مِّنْهُ

(پارہ 28، سورۃ المجادلہ، آیت 22)

ترجمہ قرآن کنزالایمان: یہ ہیں جن کے دلوں میں اللہ نے ایمان نقش فرمادیا اور اپنی طرف کی روح سے ان کی مدد کی۔

اسم گرامی:

عظیم البرکت حضرت علامہ الحاج الحافظ امام احمد رضا رحمۃ الرحمن کا نام مبارک ''محمد'' ہے آپ کے دادا جان نے احمد رضا کہہ کر پکارا۔ پھر یہی نام (احمد رضا) غلامانِ مصطفیٰ ﷺ کے لئے باعث خیر وبرکت بن گیا والد محترم اور دوسرے عزیز و اقارب احمد میاں سے پکارا کرتے تھے، والدہ ماجدہ آپ کو محبت سے امن میاں پکارا کرتی تھیں۔ اعلیٰ حضرت اپنے نام سے پہلے عبد المصطفیٰ لکھا کرتے تھے سن پیدائش کے اعتبار سے تاریخی نام المختار ہے۔

شجرہ نسب مبارک:

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نسباً پٹھان، مسلکاً حنفی، مشرباً قادری اور مولداً بریلوی تھے۔

احمد رضا خان بن نقی علی خان بن رضا علی خان بن کاظم علی خان بن محمد اعظم خان بن محمود سعادت یار خان بن محمد سعید اللہ خان۔

(رحمھم اللہ تعالیٰ رحمۃً کبیرۃً کثیرۃً واسعتہ دائمتہ)

نوٹ: جب مخالفین آپ کی لاجواب علمی طاقت کا مقابلہ نہ کر سکے تو آپ کے مبارک نسب پر اعتراض کرنے شروع کر دیے کہ امام احمد رضا شیعہ خاندان سے تھے کیا امام رضا کے نسب سے شیعت ظاہر ہو رہی ہے؟

کیا امام موسیٰ کاظم شیعہ تھے؟ کیا امام علی رضا شیعہ تھے؟ کیا امام نقی شیعہ تھے؟

پاکیزہ خاندان وآبائے کرام

اعلیٰ حضرت کے آباواجداد قندھار کے معزز قبیلہ بڑھیچ کے پٹھان تھے آپ کے آباواجداد ہر دور میں حکومتی اعلیٰ عہدوں پر فائز رہے آپ کے آباواجداد شاہاں مغلیہ کے دور میں قندھار سے ہجرت کر کے لاہور آئے اور لاہور میں بھی معزز حکومتی عہدوں پر فائز رہے لاہور کا شیش محل میرے امام احمد رضا کے آباواجداد کی جاگیر تھی لاہور میں کچھ عرصہ رہائش کے بعد ہجرت کر کے دہلی تشریف لے گئے اور دہلی میں اعلیٰ عہدوں پر فرائض سرانجام دیتے رہے روایات کے مطابق اعلیٰ حضرت کے جد امجد کاظم علی خان شہر بدایوں کے تحصیلدار تھے اعلیٰ حضرت کے خاندان میں آپ کے دادا جان مولانا رضا علی خان کے وقت سے حکمرانی کا رنگ ختم ہو کر فقیری اور درویشی کا نور غالب آیا مولانا رضا علی خان وہ پہلے شخص تھے جو اس خاندان میں باقاعدہ علمی دولت لائے انہوں نے سب سے پہلے مسند افتاء کو رونق بخشی اور اس خاندان کے ہاتھ

سے تلوار چھوٹی اور تلوار کی جگہ قلم نے لے لی اب اس خاندان کا رخ ملک وملت کی حفاظت کے ساتھ ساتھ دین کی حمایت کی طرف ہو گیا۔

سیدی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے والد گرامی بھی ایک بلند پایہ عالم اور جید فقیہ تھے آپ علم القرآن، عقائد وکلام وغیرہ جملہ اٹھائیس علوم پر کامل دسترس رکھتے تھے آپ کو حضور تاجدار کائنات سے سچا عشق تھا آپ کے ہر عمل سے عشق رسول کی جھلک نمایاں تھی تمام عمر پورے عالم کو اتباع نبوی میں ڈھالنے کی پوری کوشش کرتے رہے عوام ہوں یا علماء ومشائخ، حاجت مند ہوں یا سرمایہ دار، دانشور ہوں یا کم عقل سب کے سامنے آپ کی گفتگو کا موضوع حضور اکرم ﷺ سے عشق ومحبت کا ہوتا۔ اور اتباع کی تلقین ہوتی۔ سیدی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں میرے والد گرامی کو خالق عزوجل نے حضرت سلطان رسالت علیہ افضل الصلوۃ والتحیۃ کی غلامی وخدمت اور حضور اقدس کے اعداء پر غلظت وشدت کے لیے بنایا تھا۔

سیدی اعلیٰ حضرت کا خاندانی شجرہ یہ ظاہر کرتا ہے کہ آپ کو عشق رسول ﷺ وراثت میں ملا تھا۔

اعلیٰ حضرت کے بہن بھائی:

مولانا نقی علی خان رحمۃ اللہ علیہ کا نکاح اسفند یار بیگ کی بڑی صاحبزادی حسینی خانم (والدہ محترمہ اعلیٰ حضرت) سے ہوا اعلیٰ حضرت امام احمد رضا کے دو بھائی اور تین بہنیں تھیں اعلیٰ حضرت کی دو بہنیں اعلیٰ حضرت سے بڑی تھیں۔ بھائی اعلیٰ حضرت سے چھوٹے تھے تیسری بہن سب بہن بھائیوں سے چھوٹی تھی جن کے نام کچھ اس طرح ہیں۔

1۔ مولانا حسن رضا خان

2۔ مولانا محمد رضا خان

3۔ حجاب بیگم زوجہ وارث علی خان

4۔ احمدی بیگم زوجہ شاہ ایران خان

5۔ محمدی بیگم زوجہ کفایت اللہ خان

(علیہ الرحمۃ والرضوان فی جنۃ النعیم)

اعلیٰ حضرت کا برتاؤ سب سے کچھ ایسا تھا کہ خاندان کا ہر فرد آپ کی عزت وتکریم کرتا تھا۔

تعلیم وتربیت:

امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ بچپن سے ہی پڑھنے لکھنے کے شوقین تھے آپ نے اپنی ابتدائی تعلیم اپنے والدگرامی سے حاصل کی امام احمد رضا بچپن سے ہی ذہین اور خداداد صلاحیتوں کے مالک تھے۔ چار سال کی عمر میں ناظرہ قرآن ختم کرلیا چھ سال کی عمر میں ایک نووارد عرب سے دیر تک فصیح عربی میں گفتگو کی آٹھ سال کی عمر میں فن نحو کی ہدایۃ النحو نامی درسی کتاب پڑھنے کے دوران ہی عربی زبان میں اس کی شرح لکھی دس سال کی عمر میں اصول فقہ کی نہایت اہم کتاب مسلم الثبوت مصنف (حضرت محب اللہ بہاری) کی بسیط شرح تصنیف فرمائی تیرہ سال دس ماہ چار دن کی عمر میں تمام علوم مروجہ درسیہ سے فراغت حاصل کرکے باقاعدہ منصب افتاء کی ذمہ داری سنبھال لی۔

اعلیٰ حضرت کا دور تعلیم عجیب وغریب واقعات کا مجموعہ ہے اول تو آپ کو آپ کے والد ماجد نے کوئی درسی کتاب پوری نہ پڑھائی جب وہ دیکھتے کہ امام احمد رضا مصنف کتب

کی طرز تحریر سے خوب واقف ہوگئے ہیں اور اپنا سارا سبق مطالعہ سے ہی نکال لیتے ہیں اس کتاب میں اگر کچھ مشکل مقامات ہوتے تو ان پر عبور کروادیتے امام احمد رضا کو شاید ہی کوئی کتاب پوری پڑھنی پڑھی ہو اسی طرح وہ نہایت قلیل مدت میں تمام درسی علوم کے سمندر کو عبور کرگئے اعلیٰ حضرت کے اساتذہ کرام کی تعداد نہایت قلیل ہے۔

1۔ سید آل رسول مارہروی

2۔ مولانا نقی علی خان بریلوی

3۔ مرزا غلام قادر بیگ

4۔ مولانا عبدالعلی رامپوری

5۔ سید شاہ ابوالحسین احمد نوری مارہروی

6۔ علامہ احمد زینی دحلان مکی

7۔ علامہ عبدالرحمن مکی

8۔ علامہ حسین بن صالح مکی (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین ورضی اللہ تعالیٰ عنہم وارضاھم وافاض علینا من برکاتھم ونعمائھم)

ابتدائی تعلیم مرزا غلام قادر بیگ سے پائی اکثر علوم دینیہ، عقلیہ ونقلیہ اپنے والد گرامی رئیس المتکلمین حضرت مولانا نقی علی خان رحمۃ اللہ علیہ سے سیکھے بعض علوم کی تکمیل مولانا عبدالعلی رامپوری اور شاہ ابوالحسین مارہروی رحمۃ اللہ علیہم اجمعین سے کی اور جب زیارت حرمین شریفین کے لئے مکہ مکرمہ گئے تو وہاں کے علماء علامہ مولانا احمد زینی دحلان مکی، علامہ عبدالرحمن مکی اور حسین بن صالح مکی سے استفادہ لیا اور اسناد حاصل کی شریعت اور طریقت کی مہر سید شاہ آل رسول احمد مارہروی رحمۃ اللہ علیہ نے لگائی اور پھر فیض

پہلا فتویٰ:

امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ کی ذات بابرکات بے شمار خوبیوں کی مالک ہے اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے بہت چھوٹی سی عمر میں فتوی نویسی کا آغاز فرمایا امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ نے 14 شعبان 1286ھ کو تقریباً تیرہ سال دس ماہ چار دن کی عمر میں مسئلہ رضاعت پر اپنی زندگی کا پہلا فتویٰ تحریر فرمایا فتویٰ کو درست اور مدلل دیکھ کر آپ کے والد محترم مولانا نقی علی خان رحمۃ اللہ علیہ نے امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ کو فتویٰ تحریر کرنے کی اجازت دے دی۔ امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ کو پہلا فتوی صحیح لکھنے پر آپ کے والد محترم کی طرف سے ایک روپیہ شرینی کھانے کے لئے عنائیت فرمایا گیا پہلا فتوی تحریر کرنے کے بعد اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ تازیست فتاوٰی نویسی میں مصروف عمل رہے۔

پہلا فتویٰ صحیح لکھنے کے تقریباً آٹھ سال بعد امام احمد رضا کو ان کے والد کی طرف سے اجازت عنائیت فرمائی گئی کہ فتویٰ تحریر فرما کر مجھے دکھائے بغیر سائل کو واپس بھیج دیا کرو مگر اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں کہ مجھ میں اتنی ہمت کہاں آخری وقت تک والد محترم کی بارگاہ میں فتوی پیش کرتا رہا۔ یوں تو اعلیٰ حضرت نے لاکھوں فتوے تحریر فرمائے لیکن صد افسوس کہ سب کو نقل نہ کیا جا سکا آپ کے ہر فتوے میں صاحب علم و عقل کے لئے دلائل کا سمندر ہے۔



کنزالایمان شریف:

محفوظ سدا رکھنا شہا! بے ادبوں سے　　اور مجھ سے بھی سرزد نہ کبھی بے ادبی ہو

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا امت مسلمہ پر سب سے بڑا احسان قرآن پاک کا اردو ترجمہ بنام کنزالایمان ہے۔ قرآن پاک کا اردو ترجمہ ہے جو اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے 1922ء میں تصنیف فرمایا کنزالایمان دیگر اردو تراجم پر امتیازی شان رکھتا ہے جو مقبولیت کی بلند ترین منزل پر فائز ہے قرآن پاک کے تراجم تو بہت سے منظر عام پر آئے اور مسلسل آ رہے ہیں مگر اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے عشق و ایمان میں ڈوب کر جو ترجمہ قرآن اپنے خلیفہ صدر الشریعہ علامہ محمد امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ علیہ (مصنف بہار شریعت) کے ہاتھوں قلم بند کروایا وہ عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

آپ کا اردو ترجمہ عالم اسلام کے لئے باعث فخر ہے اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے عشق و محبت کی زبان میں قرآن پاک کا جو ترجمہ کیا یہ ترجمہ سلیس اور شگفتہ رواں ہونے کے ساتھ ساتھ عین روح قرآن ہے بلکہ اگر یوں کہا جائے کہ آپ کا یہ ترجمہ قرآن الہامی ترجمہ ہے تو کچھ غلط نہ ہوگا۔

کنزالایمان کی نمایاں خصوصیات:

1۔ اعلیٰ حضرت کے ترجمہ کی ایک بڑی خصوصیت یہ ہے کہ آپ نے ہر مقام پر اللہ رب العزت اور تمام انبیاء کرام علیہم السلام کے ادب و احترام، عزت و عظمت اور پاکی کو بطور خاص ملحوظ رکھا ان تمام خصوصیات کا حامل ترجمہ نہ اردو زبان میں نہ عربی میں اور نہ ہی دنیا کی کسی اور زبان میں موجود ہے۔

کنز الایمان کا ایک ایک لفظ اپنے مقام پر ایسا ہے کہ دوسرا کوئی لفظ اس کی جگہ لایا ہی نہیں جاسکتا۔کنز الایمان بظاہر تو ترجمہ قرآن ہے مگر درحقیقت وہ قرآن کی صحیح تفسیر اور اردو زبان میں روح قرآن ہے اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے نہ صرف کنز الایمان سے عقائد اہلسنت کو واضح فرمادیا بلکہ اسلام کے ماننے والوں کے ہاتھوں میں قرآن کی آیات سے دلائل کی تلوار دے دی اور عاشقان رسول کو بتا دیا کہ یہ تمہارا دعویٰ ہے یہ تمہاری دلیل ہے یہ تمہارا عقیدہ ہے اور یہ اس کا ثبوت ہے۔

اہل ایمان تو کیوں پریشان ہے ۔۔۔ رہبری کے لئے کنز الایمان ہے
ہر قدم پر یہ تیرا نگہبان ہے ۔۔۔ اعلیٰ حضرت کا ہم پر یہ احسان ہے

2۔اس کی دوسری نمایاں خصوصیت یہ ہے کہ ترجمہ جہاں ایک طرف فنی اعتبار سے مستند ترین ترجمہ ہے تو دوسری طرف مکمل سائینٹیفک ترجمان ہے آپ نے قرآن کے ترجمہ اور سائنس کو کبھی علیحدہ نہ کیا ترجمے تو بہت سارے لوگوں نے کیا مگر دیگر مترجمین اس معیار کا ترجمہ نہ کرسکے کیوں کہ ان میں کوئی بھی دینی رمز سے آگاہ اور سائنسی علوم سے واقف کار نہ تھا مگر اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ عالم دین ہونے کے ساتھ ساتھ چوں کہ سائنس کی تعلیمات سے خُوب واقف تھے لہذا آپ کا ترجمہ پڑھ کر جہاں ایک دینی عالم متاثر ہوئے بغیر نہیں رہتا وہیں علوم عقلیہ کا ماہر بھی امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ پاتا۔

اعلیٰ حضرت کا ترجمہ قرآن کنز الایمان ہر لحاظ سے دینی اور سائنسی ترجمان ہے۔

3۔آپ کا ترجمہ قرآن پڑھ کر علماء تو علماء علوم عقلیہ کے ماہر بھی متاثر ہوئے بغیر نہ رہے سکے وہ یہ جان کر خوش ہوتے ہیں کہ جو قانون سائنس آج پیش کر رہی ہے۔ہمارا

ترجمہ کنز الایمان تقریباً سو سال قبل بیان کرچکا ہے مثلاً اس حقیقت سے کون انکار کر سکتا ہے کہ انسان زمین کے کناروں سے نکل کر فضاؤں کو چیرتا ہوا چاند پر پہنچ گیا اب یہ دو باتیں قابل غور ہیں کہ انسان زمین کی حدود سے باہر نکل سکتا ہے یا نہیں اور نکلنے والا کافر ہوگا یا مسلمان دوسری بات یہ کہ انسان چاند یا دوسرے سیاروں پر پہنچ سکتا ہے کہ نہیں ان دونوں باتوں کا جواب صرف اور صرف امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ اپنے ترجمہ قرآن کنز الایمان میں دیتے ہیں۔ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

يَا مَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْإِنْسِ إِنِ اسْتَطَعْتُمْ أَنْ تَنْفُذُوا مِنْ أَقْطَارِ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ فَانْفُذُوا لَا تَنْفُذُونَ إِلَّا بِسُلْطَانٍ (پارہ 27 سورۃ رحمن آیت 33)

ترجمہ قرآن کنز الایمان: اے جن وانس کے گروہ اگر تم سے ہو سکے کہ آسمانوں اور زمین کے کناروں سے نکل جاؤ تو نکل جاؤ جہاں نکل کر جاؤ گے اسی کی سلطنت ہے۔

امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ کے ترجمہ سے یہ ثابت ہوا کہ زمین کے کناروں سے نکلنا آسان تو نہیں لیکن اگر نکل بھی جائے تو سلطنت اللہ رب العزت کی ہوگئی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے لَا تَنْفُذُونَ إِلَّا بِسُلْطَانٍ کا ترجمہ عین سائنٹیفک کیا کیونکہ کوششوں کے بعد زمین کے کناروں سے نکلنے کا اشارہ اسی میں پایا جاتا ہے اگر زمین کے کناروں سے نکلنا ناممکن ہوتا تو کسی بھی طرح انسان کروڑوں کوششوں کے باوجود نکل نہ پاتا مگر قرآن پاک میں نکلنے کا اشارہ ہے اور اسی اشارہ کو امام احمد رضا جیسے بریک بین نے واضح کیا کیونکہ قرآن میں ہر شے کا علم ہے تو یہ کیسے ممکن تھا کہ اس کا جواب نہ ہو کسی دوسرے مترجم کو اس بات کی طرف اشارہ کرنا ہی نہ آیا ان کے تراجم سے یہی پتا لگتا ہے کہ انسان کا زمین کے کناروں سے نکلنا ممکن ہی نہیں ہے۔

میں کس کا ترجمہ قرآن پڑھوں:

خدمت قرآن پاک کی وہ لاجواب کی راضی! رضا سے صاحب قرآن ہے آج بھی

دنیا کی تقریباً ہر زبان میں قرآن پاک کا ترجمہ کیا جا چکا ہے قرآن مجید برھان رشید کے اردو زبان میں متعدد تراجم ہو چکے ہیں لیکن افسوس اکثر و بیشتر متراجم کی نظر الفاظ قرآن کی روح تک نہیں پہنچ سکی اور ان کے تراجم سے قرآن پاک کا مفہوم ہی بدل گیا تمام مکاتب فکر کے تراجم کو ہم سامنے رکھ کر اگر کنزالایمان کا مطالعہ کریں تو ہمیں پتہ چلے گا کہ باقی سب مترجم حضرات نے کہاں کہاں ٹھوکر کھائی ہے جہاں دوسرے مترجم حضرات نے ٹھوکریں کھائی وہاں امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ نے کس طرح اپنے ترجمہ قرآن کنزالایمان میں آداب و تعظیم اور اس کے اصل روح کو مدنظر رکھ کر اپنا قلم اٹھایا ہے اعلیٰ حضرت پر اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا خاص کرم ہے کہ آپ کی تحریر کا انداز اس قدر دلکش ہے کہ خود ادب کو بھی ہمیشہ آپ پر ناز رہے گا۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کو اللہ رب العزت کی طرف سے یہ انعام اور خوبی بھی عطا ہوئی کہ جس آیت کی وضاحت مفسرین کرام نے کئی کئی صفات میں فرمائی اعلیٰ حضرت نے ایک جملے یا ایک لفظ میں سمو دی۔

تمام مکاتب فکر کے علماء اور مترجم حضرات نے قرآن پاک کے مختلف مقامات پر تقریباً 200 آیات کے ترجمہ میں اللہ رب العزت اور اس کے انبیاء علیہم السلام کی شان کے خلاف لفظ استعمال کئے ہیں۔ بطور نمونہ ملاحظہ ہو۔

1۔ پارہ 1 سورۃ بقرہ آیت نمبر 15:

اَللّٰهُ یَسْتَهْزِئُ بِهِمْ وَیَمُدُّهُمْ فِیْ طُغْیَانِهِمْ یَعْمَهُوْنَ

تمام مکاتب فکر کے علماء اور مترجم حضرات نے اللہ رب العزت کی شان میں گستاخی کرتے ہوئے اللہ رب العزت کو ہنسی مذاق کرنے والا اور ٹھٹھا کرنے والا لکھا ہے۔

مگر میرے امام اہلسنت کا ترجمہ قرآن کنزالایمان سے سورۃ بقرہ آیت 15 کا ترجمہ ملاحظہ ہو۔

ترجمہ قرآن کنزالایمان: اللہ ان سے استہزاء فرماتا ہے (جیسا کہ اس کی شان کے لائق ہے) اور انہیں ڈھیل دیتا ہوں کہ اپنی سرکشی میں بھٹکتے رہیں۔

قارئین کرام! اللہ رب العزت کے لئے ہنسی مذاق اور ٹھٹھا کرنے والے الفاظ کیا عین ترجمہ قرآن ہے؟

2۔ پارہ 1 سورۃ بقرہ آیت نمبر 115:

فَاَیْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ

تمام مکاتب فکر کے علماء اور مترجم حضرات نے اللہ پاک کی نسبت چہرہ اور منہ کی طرف کی جبکہ اللہ رب العزت جسم سے پاک ہے۔

مگر میرے امام اہلسنت کا ترجمہ قرآن کنزالایمان سے سورۃ بقرہ آیت 115 کا ترجمہ ملاحظہ ہو۔

ترجمہ قرآن کنزالایمان: تو تم جدھر منہ کرو اُدھر وجہ اللہ (خدا کی رحمت تمہاری طرف متوجہ) ہے بیشک اللہ وسعت والا علم والا ہے۔

3۔ پارہ 3 سورۃ آل عمران آیت نمبر 54:

وَمَكَرُوْا وَمَكَرَ اللّٰهُ وَاللّٰهُ خَیْرُ الْمٰكِرِیْنَ

تمام مکاتب فکر کے علماء اور مترجم حضرات نے اللہ رب العزت کی شان میں گستاخی کرتے ہوئے مکروفریب اور چال چلن جیسے الفاظ استعمال کیے۔

مگر میرے امام اہلسنت کا ترجمہ قرآن کنزالایمان سے سورۃ آل عمران آیت نمبر 54 کا ترجمہ ملاحظہ ہو۔

ترجمہ قرآن کنزالایمان: اور کافروں نے مکر کیا اور اللہ نے ان کے ہلاک کی خفیہ تدبیر فرمائی۔ اور اللہ سب سے بہتر چھپی تدبیر والا ہے۔

کیا مکروفریب یا چال چلن جیسے الفاظ لکھ کر آداب الٰہی کو ملحوظ رکھا گیا؟؟

4۔ پارہ 5 سورۃ نسا کی آیت نمبر 142:

اِنَّ الْمُنٰفِقِیْنَ یُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ وَهُوَ خَادِعُهُمْ

تمام مکاتب فکر کے علماء اور مترجم حضرات نے اللہ رب العزت کی شان میں گستاخی کرتے ہوئے اللہ رب العزت کو دھوکا دینے والا، فریب دینے والا، دغا دینے والا لکھا۔

مگر میرے امام اہلسنت کا ترجمہ قرآن کنزالایمان سے سورۃ نساء آیت 142 کا ترجمہ ملاحظہ ہو۔

ترجمہ قرآن کنزالایمان: بے شک منافق لوگ اپنے گمان میں اللہ کو فریب دیا چاہتے ہیں اور وہی انہیں غافل کر کے مارے گا۔

5۔ پارہ 9 سورۃ انفال آیت نمبر 30 اور پارہ 11 سورۃ یونس آیت نمبر 21:

وَيَمْكُرُوْنَ وَيَمْكُرُ اللّٰهُ (سورۃ انفال آیت نمبر 30)

قُلِ اللّٰهُ اَسْرَعُ مَكْرًا (سورۃ یونس آیت نمبر 21)

تمام مکاتب فکر کے علماء اور مترجم حضرات نے اللہ رب العزت کو حیلہ بنانے اور مکر

کرنے والا لکھا ہے۔

مگر میرے امام اہلسنت کا ترجمہ قرآن کنزالایمان سے سورۃ انفال آیت 30 اور سورۃ یونس آیت 21 کا ترجمہ ملاحظہ ہو۔

ترجمہ قرآن کنزالایمان:

اور وہ اپنا سا مکر کرتے تھے اور اللہ اپنی خفیہ تدبیر فرماتا تھا۔ (آیت 30)

تم فرما دو اللہ کی خفیہ تدبیر سب سے جلد ہو جاتی ہے۔ (آیت 21)

6۔ پارہ 10 سورۃ توبہ آیت نمبر 67:

نَسُوا اللّٰهَ فَنَسِيَهُمْ

تمام مکاتب فکر کے علماء اور مترجم حضرات نے اللہ رب العزت کو بھول جانے والا لکھا جبکہ اللہ رب العزت کی ذات بھول چوک اور ہر عیب سے پاک ہے۔

مگر میرے امام اہلسنت کا ترجمہ قرآن کنزالایمان سے سورۃ توبہ آیت 67 کا ترجمہ ملاحظہ ہو۔

ترجمہ قرآن کنزالایمان: وہ اللہ کو چھوڑ بیٹھے تو اللہ نے انہیں چھوڑ دیا۔

نوٹ: قارئین کرام! یہ تھے کچھ حوالہ جات ان مترجم حضرات کے جنہوں نے اللہ رب العزت کی شان کے خلاف قرآن کا ترجمہ کرتے ہوئے الفاظ استعمال کئے اللہ رب العزت ہر عیب سے پاک ہے لیکن ان مترجم حضرات نے اللہ رب العزت کی شان میں نامناسب الفاظ استعمال کئے اب کچھ حوالہ جات جو انبیاء کرام علیہم السلام کی شان کے خلاف الفاظ استعمال کیے گئے وہ ملاحظہ فرمائیں۔

1-پارہ 16 سورۃ کہف آیت نمبر 110:

قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ

تمام مکاتب فکر کے علماء اور مترجم حضرات نے نبی پاک ﷺ کو اپنے جیسا بشر لکھا جب کہ بخاری شریف باب کم التعزیر والادب میں سرکار ﷺ کا ارشاد گرامی ہے۔ أَيُّكُمْ مِثْلِي ترجمہ: تم میں سے کون میری مثل ہے۔

(بخاری شریف حدیث نمبر 6851)

مگر میرے امام اہلسنت کا ترجمہ قرآن کنزالایمان سے سورۃ کہف آیت 110 کا ترجمہ ملاحظہ ہو۔

ترجمہ قرآن کنزالایمان: تم فرماؤ ظاہر صورت بشری میں تو میں تم جیسا ہوں۔

وہ کمال حسن حضور ہے کہ گمان نقص جہاں نہیں
یہی پھول خار سے دور ہے یہی شمع ہے کہ دھواں نہیں

2-پارہ 17 سورۃ انبیاء آیت نمبر 87:

وَذَا النُّوْنِ اِذْ ذَّهَبَ مُغَاضِبًا فَظَنَّ اَنْ لَّنْ نَّقْدِرَ عَلَيْهِ فَنَادٰى فِى الظُّلُمٰتِ

تمام مکاتب فکر کے علماء اور مترجم حضرات نے حضرت یونس علیہ السلام کے بارے میں لکھا کہ حضرت یونس علیہ السلام سمجھے کہ اللہ پاک انہیں پکڑ نہ سکے گا ان پر قابو نہ پا سکے گا۔

مگر میرے امام اہلسنت کا ترجمہ قرآن کنزالایمان سے سورۃ الانبیاء آیت 87 کا ترجمہ ملاحظہ ہو۔

ترجمہ قرآن کنزالایمان: اور ذوالنون کو (یاد کرو) جب چلا غصہ میں بھرا تو گمان کیا کہ ہم اس پر تنگی نہ کریں گے تو اندھیریوں میں پکارا۔

3-پارہ 26 سورۃ الفتح آیت نمبر 1،2:

اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا (1) لِّيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْۢبِكَ وَمَا تَاَخَّرَ وَيُتِمَّ نِعْمَتَهٗ

تمام مکاتب فکر کے علماء اور مترجم حضرات نے حضور نبی پاک ﷺ کی شان اقدس میں شدید گستاخی کرتے ہوئے آپ کو خطا کار، گناہگار لکھا۔

مگر میرے امام اہلسنت کا ترجمہ قرآن کنزالایمان سے سورۃ الفتح آیت 1,2 کا ترجمہ ملاحظہ ہو۔

ترجمہ قرآن کنزالایمان: بے شک ہم نے تمہارے لئے روشن فتح فرما دی تا کہ اللہ تعالیٰ تمہارے سبب سے گناہ بخشے تمہارے اگلوں کے اور تمہارے پچھلوں کے اور اپنی نعمتیں تم پر تمام کر دے۔

اب میرا سوال یہ ہے کہ کیا نبی معصوم نہیں؟ اگر نبی معصوم ہے تو ترجمہ میں گنہگار اور خطا کار کیوں؟

4-پارہ 30 سورۃ الضحیٰ آیت 7:

وَوَجَدَكَ ضَآلًّا فَهَدٰى

تمام مکاتب فکر کے علماء اور مترجم حضرات حضور ﷺ کو بھٹکا ہوا، راہ بھولا ہوا، بے خبر، گم کردہ لکھا۔

مگر میرے امام اہلسنت کا ترجمہ قرآن کنزالایمان سے سورۃ الضحیٰ آیت 7 کا ترجمہ ملاحظہ ہو۔

ترجمہ قرآن کنزالایمان: اور تمہیں اپنی محبت میں خود رفتہ پایا تو اپنی طرف راہ دی۔

فتاویٰ رضویہ:

ہے فتاویٰ رضویہ تیرے قلم کا شاہکار
سر بسر فضل خدا ، نبوی عطاء ، پائندہ باد

فرمان مصطفی کریم ﷺ عن ابی درداء رضی اللہ عنہ

یُوزَنُ یَوۡمَ الۡقِیَامَةِ مِدَادُ الۡعُلَمَاءِ وَدَمُ الشُّهَدَاءِ

(جامع بیان العلم وفضلہ باب تفضیل العلماء علی الشہداء جز اول صفحہ 150 مکتبہ شاملہ)

روز قیامت شہدا کا خون اور علماء کے قلم کی سیاہی تولیں گے تو علماء کی بنی ہوئی سیاہی غلبہ پا جائے گی۔

فتاویٰ رضویہ فقہ حنفی کا عظیم انسائیکلوپیڈیا ہے امام احمد رضا اگر شریعت کے معاملات سمجھانے میں امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے قدم بقدم ہیں تو طریقت میں حضور پر نور پیران پیر سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے نائب بھی۔ امام اعظم رضی اللہ عنہ کے اس سچے وارث نے امام المسلمین کی طرح فقہ کو اپنا خصوصی میدان قرار دیا تھا اسی لئے آپ کا اعلیٰ ترین علمی و تحقیقی شاہکار فتاویٰ رضویہ ہے۔

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ ایک بلند پایہ مفسر مایہ ناز محدث نادر روزگار متکلم اور عدیم النظیر فقیہہ تھے۔ فتاویٰ رضویہ میں قرآن وحدیث کی روشنی میں شریعت کے احکام بھی ہیں اور طریقت کے آداب بھی، اصحاب رسول کے فضائل ومناقب بھی ہیں اور سلاطین اسلام کے تذکرے بھی، اصولی وفروعی معاملات کے دلائل بھی ہیں حرام وحلال کے مسائل بھی، خوابوں کی تعبیریں بھی ہیں اور بزرگوں کی ایمان افروز حکایات بھی۔

امام احمد رضا نے تیرہ سال دس مہینے اور چار دن کی عمر میں 14 شعبان 1286ھ کو اپنے والد محترم مولانا نقی علی خان رحمۃ اللہ علیہ کی نگرانی میں فتویٰ نویسی کا آغاز کیا سات برس بعد تقریبا 1293ھ میں فتویٰ نویسی کی مستقل اجازت مل گئی پھر جب 1297ھ میں مولانا نقی علی خان رحمۃ اللہ علیہ کا انتقال ہوا تو مکمل طور پر مولانا احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ فتویٰ نویسی کے فرائض انجام دینے لگے امام احمد رضا نے فتویٰ دینے میں بڑی احتیاط سے کام لیا اور اس کا خاص خیال رکھا ہے کہ شریعت نے جہاں تک رعایت دی ہے رعایت دی جائے امام احمد رضا کو جزئیات فقہ پر جو عبور ہے شاید ہی اس کی کوئی نظیر ہو۔

امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ فتویٰ نویسی میں کاملہ مہارت کی وجہ سے نہ صرف پاکستان، ہندوستان بلکہ چین، افریقہ، امریکہ اور عرب ممالک میں بھی شہرت کاملہ رکھتے تھے آپ کے دارالافتاء میں ایک وقت میں چار چار پانچ پانچ سو فتوے جمع ہو جاتے تھے امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ کے زمانے میں شاید ہی کوئی ایسا دارالافتاء عالم اسلام میں موجود ہو جہاں اس کثرت سے فتوے آتے ہوں امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ کے فتووں کی جہاں اور خصوصیات ہیں۔ وہاں ایک یہ بھی ہے کہ جس زبان میں سائل نے سوال کیا اسی زبان میں اس کو جواب دیا گیا۔ آپ کے مخالفین بھی اس بات کے قائل تھے کہ آپ قلم کے بادشاہ ہے جس مسئلہ پر قلم اٹھا دیا پھر کسی کی مجال نہیں کہ قلم سے اس کے خلاف کچھ لکھ سکے یا اس کا رد کر سکے امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ علم وعرفان کا بہتا ہوا سمندر تھے آج کے اس دور میں معمولی فتویٰ پر بھی معاوضہ لیا جاتا ہے اور تحقیقی مقالات کے معاوضے کی تو بات ہی الگ ہے مگر امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے اعلیٰ ترین نگارشات کے عوض ایک پیسہ بھی نہ لیا اور جو کچھ کیا محض رضائے الٰہی کے لئے کیا یہ بڑے حوصلے اور ہمت کی بات ہے جو آج کل

علماء میں ناپید ہے۔
ابتداء سے بارہ سال تک فتوے جمع نہیں کئے گئے اس کے بعد جمع ہونا شروع ہوئے فتاوی رضویہ کے مطالعہ سے جو اہم دینی معلومات اخذ ہوگئیں وہ درج ذیل ہیں۔

1۔لاکھوں جزئیات قدیم وجدید کے مطابق صاف صاف حکم۔
2۔ علماء کے لئے ہزاروں مسائل کی اعلیٰ طریقے سے وضاحت۔
3۔ہر مسئلے پر قرآن سے وضاحت اور بکثرت احادیث کا بیان۔
4۔محدث، مفسر، فقیہ اور صوفیاء ہر ایک کے لئے ذوق مطالعہ کے مطابق مسائل کا حل۔
5۔دور جدید کے نئے نئے مسائل اور ان کا حل۔
6۔مسلک اہل سنت کے اثبات ومفادات پر بکثرت دلائل۔
7۔ریاضی، ہندسہ، توقیت سے متعلق مسائل کی فاضلانہ تحقیق۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے وہ پانی جس سے وضو جائز ہے اس کی ایک سو ساٹھ قسمیں بیان کی اور وہ پانی جس سے وضو نا جائز ہے اس کی ایک سو چھیالیس قسمیں بیان کی اسی طرح پانی کے استعمال سے عجز کی ایک سو پچھتر 175 صورتیں بیان کی، اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے وہ اشیاء جن سے تیمم جائز ہے۔ ان کی تعداد ایک سو اکیاسی بیان کی۔ 74 منصوصات اور ایک سو آٹھ مزیداتِ مصنف اور وہ اشیاء جب سے تیمم جائز نہیں ان کی ایک سو تیس قسمیں بیان کیں 58 منصوصات اور 76 زیادات۔

فتاویٰ رضویہ کے مطالعہ سے امام احمد رضا کی حیرت انگیز قوت حافظہ قوت استدلال و استخراج اور قوت بیان وغیرہ کا اندازہ ہوتا ہے اس کا اعتراف علماء حرمین نے بھی کیا۔

ملک سخن کی شاہی تم کو رضا مسلم — جس سمت آگئے ہو سکے بٹھا دیے ہیں

امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ کے فتووں کی شان یہ تھی کہ جب حافظ کتب حرم شیخ اسماعیل بن خلیل نے مطالعہ کیا تو بے ساختہ پکار اٹھے واللہ اقولُ والحق اقول ان لوراٰها ابو حنیفہ النعمان لاقرت عینہ ولجعل مولفها من جملۃ الاصحاب۔

قسم بخدا سچ کہتا ہوں اگر ابو حنیفہ نعمان آپ کا فتاوٰی ملاحظہ فرماتے تو ان کی آنکھیں ٹھنڈی ہوتیں اور اس کے مؤلف کو اپنے خاص شاگردوں میں شامل فرماتے۔

(مکتوب سید اسماعیل بن خلیل محررہ 26 ذوالحجہ 1325ھ بنام امام احمد رضا خان)

21 ہزار چھ سو چھبیس صفحات پر مشتمل فتاویٰ رضویہ میں صاحب علم وعقل کے لئے دلائل کا سمندر ہے اگر یہ فتاویٰ مدارس میں صحیح طور پر پڑھایا جائے تو طلبا کے لئے انتہائی مفید ثابت ہوگا بلکہ ایسے ذہین علماء پیدا ہوں گے جو اپنی مثال آپ ہوں گے۔

حدائق بخشش:

زمانہ رسالت حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرب میں نعت گوئی کا آغاز ہوا ہے اس سنہری دور کا ذکر آتے ہی تاریخ ہمارے سامنے حضرت حسان بن ثابت، کعب بن زبیر اور عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہم کے جگمگاتے ہوئے چہرے پیش کرتی ہے اور ان کی نعتیں ہمارے قلوب میں عشق مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کا جذبہ پیدا کرتی ہے عشق رسول کے اظہار کے سلسلے میں یہ نعتیں قبولیت کے جس درجے پر فائز ہے اس کا جواب نہیں نعت گوئی کے اس سفر میں اور بھی بہت سی آوازیں ساعتوں کے افق پر روشنی بکھیرتی ہوئی گزرتی ہے آوازوں کی اس قطار میں وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ اضافہ ہوتا جارہا ہے عرب سے چلتا ہوا نعت گوئی کا یہ سفر ایران کی حدود میں داخل ہو جاتا ہے سرزمین ایران نے نعت گوئی

کے اس قافلے میں ایسے چہروں کا اضافہ کیا جس کی مثال نہیں ملتی۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ نے نعت کو اپنا مقصد حیات بنایا اپنے محبوب کی شان میں ایسی ایسی نعتیں لکھیں جو زبان و بیان اور تاثیر و تاثر کے اعتبار سے اردو ادب میں سرمائے کا درجہ رکھتی ہے اعلیٰ حضرت نے اردو، عربی، ہندی اور فارسی زبان میں سرور کونین ﷺ کو ہدیہ عقیدت پیش کیا، نعت کا بنیادی ڈھانچہ آگہی اور باخبری پر قائم ہوتا ہے باخبری حصول علم سے پیدا ہوتی ہے اور حصول علم کے لئے جدوجہد کے سمندروں میں ڈوب ڈوب کر ابھرنا لازمی ہوتا ہے اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ اس سمندر میں ڈوب کر ابھرنے پر مکمل دسترس رکھتے تھے۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نعت کہتے وقت لاریب کتاب قرآن پاک کو پیش نظر رکھتے تھے قرآن پاک چونکہ سیرت مصطفیٰ ﷺ کا آئینہ دار ہے اس لئے آپ کا ہر مصرعہ آپ کی نعتوں کا معیار پرکھنے کے لئے کافی ہے۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے خود فرمایا: ”قرآن سے میں نے نعت گوئی سیکھی“

اے رضا خود صاحب قرآن ہے مداح حضور!

تجھ سے کب ممکن ہے پھر مدحت رسول اللہ کی

نعت گوئی کا فن عشق رسول کی منزل میں ایک ایسا پل صراط ہے جس پر قدم رکھنے اور توازن قائم رکھتے ہوئے اس پر سے گزر جانے کی سعادت بہت کم لوگوں کو نصیب ہوئی ہے۔

چونکہ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ دینی علوم کی بصیرت، شریعت و طریقت سے آگہی اور عشق رسول کے باریک سے باریک رمز سے واقف تھے اس لئے عشق رسول کی منزل کا وہ پل صراط امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ نے عشق و مستی میں ڈوب کر پار کیا یقینی طور پر اردو نعت گوئی

میں قبول عام اور فضیلت فقط اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ ہی کے حصے میں آئی وگرنہ آپ سے پہلے اور مابعد بھی کسی شاعر نے اس قدر کثرت سے نعتیہ کلام پیش نہیں کیا بلا مبالغہ آپ کی نعتوں کا ایک ایک مصرعہ اور ایک ایک شعر عشق رسول کریم میں ڈوبا ہوا دکھائی دیتا ہے اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کو مختلف شعرا حضرات کی طرف سے بہترین اردو شاعر کے لقب سے پکارا اور لکھا گیا آپ کو ”حسان الہند“ کے لقب سے بھی پکارا جاتا ہے آپ کی نوک قلم اور قلب کی گہرائی سے نکلا ہوا ہر مصرعہ (حدائق بخشش) آپ کی رسول کریم ﷺ سے بے پناہ محبت کی شہادت دیتا ہے اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا تمام نعتیہ کلام شریعت مصطفیٰ ﷺ کے تقاضوں کے عین مطابق ہے۔ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا نعتیہ کلام اپنے اندر فکری پاکیزگی کے ساتھ ساتھ ادا کی سادگی بھی لیے ہوئے ہے۔

آپ نے نبی کریم ﷺ کی شان کو مدنظر رکھا اور اپنی تمام نعتیہ شاعری قرآن کی شعری تفسیر کر دی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے کبھی بھی کسی دنیاوی تاجدار کو خوش کرنے کے لئے قصیدہ نہیں لکھا اس بات کی گواہی یہ اشعار دے رہے ہیں۔

کروں مدح اہل دول رضا پڑے اس بلا میں میری بلا

میں گدا ہوں اپنے کریم کا میرا دین پارہ ناں نہیں

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا مکمل نعتیہ کلام حدائق بخشش عشق رسول سے بھرا ہوا ملے گا حدائق بخشش کا ایک ایک لفظ عشق رسول کی گواہی دے گا آپ روضہ رسول ﷺ کی زیارت کے موقع پر بے ساختہ کہہ اٹھے۔

حاجیو آؤ شہنشاہ کا روضہ دیکھو   کعبہ تو دیکھ چکے اب کعبے کا کعبہ دیکھو

ایک اور جگہ اس انداز میں لکھا:

واہ کیا جود و کرم ہے شہ بطحٰی تیرا
نہیں سنتا ہی نہیں مانگنے والا تیرا

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا یہ شعر اس بات کے اوپر دلائل دیتا ہے اور آپ کا عقیدہ بیان کرتا ہے کہ یہ وہی در ہے جہاں (نہیں) کا لفظ سننے ہی میں نہیں آتا ویسے تو پورا نعتیہ دیوان حدائق بخشش اپنی مثال آپ ہے لیکن سلام رضا کی کیا بات ہے۔

دل کا وظیفہ درود و سلام
عقیدت سراپا درود و سلام
رضا ہر طرف سے صدا آرہی ہے
پڑھو لمحہ لمحہ درود و سلام

بارگاہ رسول میں درود سلام پیش کرنا حکم خداوندی ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا (پارہ 22 سورۃ احزاب آیت 56)

ترجمہ قرآن کنز الایمان: بے شک اللہ اور اس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں اس غیب بتانے والے (نبی) پر اے ایمان والو ان پر درود اور خوب سلام بھیجو۔

اس آیت کریمہ میں درود کے ساتھ سلام بھیجنے کا حکم دیا گیا ہے جو لوگ نبی پاک پر سلام بھیجتے ہیں وہ لوگ قرآن پاک کی آیت پر عمل کے ساتھ ساتھ ایمان والے ہونے کا ثبوت بھی دے رہے ہیں۔

یوں تو ہر شاعر کے لکھے ہوئے سلام میں محبت رسول ﷺ ہے لیکن امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ کا لکھا ہوا سلام "مصطفی جان رحمت پہ لاکھوں سلام" نے اپنی مقبولیت کا سکہ اس شان سے منوایا کہ پاک و ہند میں ہی نہیں بلکہ عرب و عجم میں یکساں طور پر مقبولیت کی معراج کو چھونے لگا۔ جمعہ کے اجتماعات ہوں یا دینی محافل یہ سلام محبت رسول کا عنوان بن چکا ہے اور تو اور وہ علاقے جہاں کی عوام الناس اردو زبان سے ناواقف

ہے وہاں بھی ہزاروں لوگ شوق، ادب و عقیدت اور عشق و مستی سے کھڑے ہو کر یہ سلام پیش کرتے ہیں۔

یہ سلام پڑھ کر یوں لگتا ہے شعر و حکمت کا بحر بے کراں پورے جوش و خروش کے ساتھ رواں دواں ہے۔

امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ کا یہ صرف سلام ہی نہیں بلکہ اس میں حضور نبی کریم ﷺ کا مکمل سراپا مبارک بھی پیش کیا گیا ہے۔

سلام رضا 171 اشعار پر مشتمل ہے شروع کے 31 اشعار میں خاص صفات، اعلیٰ مدارج، عز و وقار اور معجزات کا ذکر کیا گیا ہے اس کے بعد نبی پاک ﷺ کی قامت مبارک، چشم رحمت، بینی مبارک، رخسار منور، دعا و اجابت، لب ہائے مبارک، ریش مبارک کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ آپ کے گوش مبارک ایسے تھے کہ میلوں دور کی آواز سن لیتے آپ کی مبارک زبان ایسی تھی کہ جو کہہ دیا ہو گیا جسم اقدس کا یہ حال تھا کہ دھوپ اور چاندنی میں سرکار ﷺ کے جسم اقدس کا سایہ نہ تھا آپ کے مبارک گلے کا ذکر کرتے ہوئے امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ دودھ اور شہد سے تشبیہ دیتے ہیں اور اس کے بعد صحابہ کرام، اہل بیت اطہار، امہات المومنین رضی اللہ عنہن اور پیران پیر غوث قندیل پیر سید عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کا ذکر کرتے ہیں۔

ان مقدس اشعار میں الفاظ کا انتخاب، فکر کی معنوی آفرینی، شاعرانہ حسن بیان، اظہار کی معصومیت، کیف، تازگی، جمال و رعنائی، لطف و پاکیزگی، جذب و مستی اور عشق و وارفتگی کا اک جہان آباد ہے۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا تمام نعتیہ کلام شریعت مصطفی کے عین مطابق ہے اور پورا کلام بنام

حدائق بخشش پڑھنے کے ساتھ تعلق رکھتا ہے۔

بیعت وخلافت:

بیعت جس غرض سے کی جاتی ہے اوراس کی کیا شرعی حیثیت ہے اس کے بیان کی نہ یہاں ضرورت ہے اور نہ ہی حاجت وہ اپنی جگہ پر مدلل ہے۔

یوں تو جہاں میں پیر بہت ہیں
میرے رضا کا مرشد ہونا سب کے بس کی بات نہیں

مرشد اعلیٰ حضرت خاتم الاکابر سید آل رسول مارہروی رحمۃ اللہ علیہ 1209ھ میں سید شاہ آل برکات کے گھر میں پیدا ہوئے آپ سلسلہ عالیہ قادریہ کے 37 ویں امام وشیخ طریقت ہیں آپ چودہویں صدی کے اکابر اولیا اللہ میں سے ایک ہیں آپ علوم ظاہر و باطن میں ماہر اور بڑی ارفع و اعلیٰ شان والے تھے حضرت سید آل رسول مارہروی حضرت سید شاہ آل احمد اچھے میاں رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ ومرید تھے۔

حضرت سید شاہ آل رسول مارہروی رحمۃ اللہ علیہ کا مزار پرانوار مارہرہ شریف میں ہے مارہرہ شریف ہندوستان کے ضلع ایٹہ میں ایک قصبہ ہے اور اس میں سادات کرام کا یہ خاندان بلگرام شریف سے آکر آباد ہوا تھا یہ حسنی وحسینی سادات تھے آج بھی یہ مزار زیارت خاص و عام بنا ہوا ہے۔

1294ھ میں اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ اپنے والد محترم رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہ مارہرہ شریف حاضر ہوئے اور سید شاہ آل رسول مارہروی رحمۃ اللہ علیہ کے دست حق پرست پر سلسلہ عالیہ قادریہ برکاتیہ میں بیعت ہوئے ساتھ ہی چاروں سلاسل کی اجازت اور خرقہ خلافت سے بھی

نوازے گئے یعنی خلافت بھی بخش دی اور جو عطیات سلف سے چلے آرہے تھے وہ بھی سب عطا فرمادیئے۔

بعض مریدین جو اس وقت حاضر خدمت تھے انہوں نے حضرت پیرومرشد سید شاہ آل رسول مارہروی رحمۃ اللہ علیہ سے عرض کیا کہ حضور بائیس سال کے اس بچہ پر یہ کرم کیوں! نہ اس بچے کو ضروری ریاضت کا حکم ہوا نہ چلہ کشی کرائی اس پر سید شاہ آل رسول رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ تم کیا جانو! یہ بالکل تیار آئے تھے صرف نسبت کی ضرورت تھی تو یہاں آکر وہ ضرورت بھی پوری ہوگئی یہ فرما کر حضرت سید شاہ آل رسول رحمۃ اللہ علیہ آبدیدہ ہوگئے اور فرمایا آج وہ فکر میرے دل سے دور ہوگئی کیونکہ جب اللہ پاک پوچھے گا کہ اے آل رسول تو میرے لئے کیا لایا ہے تو میں عرض کروں گا۔ میں تیرے لئے احمد رضا لایا ہوں۔

روز محشر اگر مجھ سے پوچھے خدا — بول آل رسول تو لایا ہے کیا
عرض کردوں گا لایا ہوں احمد رضا — یا خدا یہ امانت سلامت رہے

اعلیٰ حضرت کو 13 سے زیادہ سلاسل طریقت میں اجازت وخلافت حاصل تھی امام احمد رضا کا شجرہ طریقت 20 واسطوں سے پیران پیر غوث اعظم رضی اللہ عنہ سے جاملتا ہے۔

چودھویں صدی کا مجدد:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

إِنَّ اللهَ يَبْعَثُ لِهَذِهِ الْأُمَّةِ عَلَى رَأْسِ كُلِّ مِائَةِ سَنَةٍ مَنْ يُجَدِّدُ لَهَا دِينَهَا

ترجمہ: ہر صدی کے اختتام پر اس امت کے لئے اللہ تعالیٰ ایک مجدد ضرور بھیجے گا جو امت کے لئے اس کا دین تازہ کرے گا۔ (سنن ابی داود کتاب الملاحم 2332 المستدرک 5224، کشف الخفا 2431، مشکوۃ المصابیح کتاب العلم ص 36)

امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب حاشیہ ابوداود میں اسی حدیث کو اتفق الحفاظ علی تصحیحه کہا۔

مجدد کی پہچان:

اصطلاح دین میں مجدد اسے کہتے ہیں جو ہر صدی کے اوائل میں پیدا ہونے والا وہ عالم دین جو مسلمانوں میں رائج بدعات وخرافات کو ختم کرے امت کو بھولے ہوئے احکامات یاد دلائے نبی پاک ﷺ کی مردہ سنتوں کو زندہ کرے اپنی علمی طاقت کے ذریعے باطل کی جھوٹی شان وشوکت کو مٹا دے۔ مجدد کے لئے نہ تو اہل بیت میں ہونا لازم ہے اور نہ ہی مجتہد۔ لیکن یہ ضروری ہے کہ وہ سنی صحیح العقیدہ عالم فاضل علوم فنون کا ماہر متقی پرہیزگار شریعت وطریقت کے زیور سے آراستہ ہو زبان سے وہی کلمہ ادا کرے جو شریعت کا حکم ہو بے لوث شریعت کے دائرہ میں رہے جو لکھے شریعت کی حد میں ہو دشمنان اسلام کے لئے اس کا قلم شمشیر بے نیام ہو حق سچ بولنے اور لکھنے میں کسی کا تابع نہ ہو یہ ضروری نہیں کہ ہر صدی میں ایک ہی مجدد ہو ایک کے علاوہ کئی شخص بھی ایک صدی کے مجدد ہو سکتے ہیں امام جلال الدین عبدالرحمن بن ابوبکر سیوطی شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے مجدد کی پہچان کے بارے میں لکھا ہے کہ گزشتہ صدی کے آخر میں اس کی شہرت ہو چکی ہو اور موجودہ صدی میں وہ مرکز علوم سمجھا جاتا ہو یعنی علماء کے درمیان اس کی خدمات کا چرچا ہو۔

امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت چونکہ 10 شوال المکرم 1272ھ میں اور وصال 25 صفر المظفر 1340ھ میں ہوا آپ نے تیرہویں صدی کا عرصہ 28 سال 2 مہینے اور

20 دن پایا جس میں آپ کے علوم وفنون درس وتدریس وعظ وتقریر کا شہرہ ہندوستان سے عرب شریف تک پہنچا اور چودہویں صدی کا عرصہ 39 سال 1 مہینہ اور 25 دن پایا جس میں آپ نے حمایت دین اور حقانیت اسلام، حق وباطل میں فرق، اعانت سنت واہانت بدعت کے فرائض منصبی کو کچھ ایسی خوبی اور کمال کے ساتھ انجام دیا جو آپ کے عظیم المرتبت مجدد ہونے پر شاہد وعادل ہے۔

اس نے دین کی تجدید کا جھنڈا اٹھایا تھا — نشان حقانیت کا جس کو مالک نے بنایا تھا

1318ھ بمطابق 1900ء کو غیر منقسم ہندوستان موجودہ پاکستان، ہندوستان اور بنگلہ دیش کے سینکڑوں علماء، مشائخ، اور خانقاہوں کے سجادہ نشین حضرات کی موجودگی میں امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ کو موجودہ صدی کا مجدد کے لقب سے سرفراز فرمایا گیا۔

حدیث کے فرمان کے مطابق ہر صدی میں مجدد تشریف لاتے رہے اور انہوں نے خداداد صلاحیتوں اور نبی پاک ﷺ کی نظر کرم سے اپنے اپنے دور کے عظیم فتنوں کا سد باب کیا اگر ہم مجدد اول حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ سے لے کر تیرھویں صدی کے مجدد حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ تک کے تمام مجددین کرام کے حالات زندگی کا بغور جائزہ لیں تو یہ پتہ چلے گا کہ ان نفوس قدسیہ نے دین اسلام کی خدمت میں کسی قسم کی کوتاہی نہیں کی ہر صدی کے مجدد نے اپنے دور کے فتنوں کا خاتمہ کیا اب اگر ہم امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ کے حالات زندگی کا جائزہ لیں تو حیرت انگیز تفصیلات معلوم ہوں گی امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ سے قبل جتنے بھی مجدد ہوئے ان میں اور امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ کی علمی زندگی میں ایک نمایاں فرق روز روشن کی طرح نظر آئے گا۔

ماضی کے تمام مجددین کے سامنے ایک دو یا پھر زیادہ سے زیادہ پانچ فتنوں نے سر

اٹھایا ان تمام فتنوں کا اس صدی کے مجدد نے احسن طریقے سے رد کیا لیکن اگر امام احمد رضا ﷫ کے دور کے فتنوں کو ترتیب دیا جائے تو ایک بہت لمبی قطار سامنے آئے گی جو فتنے میرے امام احمد رضا ﷫ کے دور میں اپنے شباب پر تھے ان کی تعداد 58 کے قریب ہے جن کو قلعہ قمع میرے امام احمد رضا ﷫ نے کیا، کچھ فتنے جو امام احمد رضا ﷫ کے دور میں اپنے عروج پر تھے ان میں سے چند کا ذکر کیا جاتا ہے۔

فتنہ قادیانیت، فتنہ خلافت عثمانی، فتنہ روافض، فتنہ ترک قربانی گائے فتنہ بر اذان ثانی جمعۃ المبارک فتنہ حرکت زمین، فتنہ انکار معراج جسمانی، اذان قبر۔

فنافی الرسول:

کروں تیرے نام پہ جان فدا — نہ بس اک جان دو جہاں فدا
دو جہاں سے بھی نہیں جی بھرا — کروں کیا کروڑوں جہاں نہیں

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ

(پارہ 3 سورۃ آل عمران آیت 31)

ترجمہ قرآن کنزالایمان: اے محبوب تم فرما دو کہ لوگو اگر تم اللہ کو دوست رکھتے ہو تو میرے فرمانبردار ہو جاؤ اللہ تمہیں دوست رکھے گا۔

بخدا خدا کا یہی ہے در — نہیں کوئی اور مفر مقر
جو وہاں سے ہو یہیں آ کے ہو — جو یہاں نہیں تو وہاں نہیں

لَا یُؤْمِنُ اَحَدُكُمْ حَتّٰى اَكُوْنَ اَحَبَّ اِلَیْهِ مِنْ وَّالِدِهٖ وَوَلَدِهٖ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ

(بخاری شریف جلد اول باب حب رسول ﷺ جلد اول صفحہ 7)

ترجمہ: تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ میں اسے اس کے والدین اس کی اولاد اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں۔

اعلیٰ حضرت ﷫ نے اللہ رب العزت کے قرآن اور نبی پاک کی اس حدیث کی پیروی کرتے ہوئے اپنی ساری زندگی گزاری آپ کی ہر تقریر اور تحریر کا محور عشق رسول ﷺ تھا اعلیٰ حضرت کو حضور اکرم ﷺ سے بے پناہ عشق اور محبت تھی صوفیا کرام اور علمائے ربانیین میں فنافی الرسول کی اصطلاح ہے وہ آپ پر بالکل صادق آتی ہے آپ کی زندگی کا مقصد ہی عشق رسول تھا امام احمد رضا ﷫ نے رسول کریم ﷺ کی کامل و اکمل محبت اور عزت و عظمت کو اسلام کا مرکز، اپنی زندگی کا مقصد اور اپنی تمام علمی کوششوں کا مرکز بنائے رکھا۔

امام احمد رضا ﷫ نے جب برصغیر کے مسلمانوں کے دلوں میں جھانک کر دیکھا تو انہیں یہ دل مصطفوی ﷺ کی حرارت سے محروم نظر آئے اعلیٰ حضرت ﷫ کے نزدیک عشق رسول ﷺ وہ مرکز محور ہے جن کے گرد روح ارضی طواف کرتی ہے۔

14 شعبان المعظم 1286ھ سے 25 صفر المظفر 1340ھ تک نصف صدی سے زائد عرصہ آپ مسلمانانِ عالم کو محبت رسول کے جام پلاتے رہے کیونکہ اسلام کی جان اور روح یہی ہے۔

اعلیٰ حضرت ﷫ نے عشق رسول ﷺ کو اپنی زندگی کا سرمایہ اور ذکر رسول کو گویا اوڑھنا بچھونا بنا رکھا تھا ساری زندگی اپنے محبوب آقا کی مدنی مصطفیٰ ﷺ کی شان عظمت بیان کر کر کے لوگوں کو عشق رسول ﷺ میں گرماتے رہے اور لوگوں کے دلوں میں عشق حبیب کے دیئے جلاتے رہے نیز اپنی زبان اور قلم سے نبی پاک

ﷺ کی عزت وناموس کی حفاظت کرتے رہے۔

چاہے وہ مرزا قادیانی کا جھوٹے نبی ہونے کا دعویٰ ہو یا پھران پیشہ ور گستاخوں کی گستاخانہ عبارات ہوں میرے امام احمد رضا علیہ الرحمہ نے ہر موڑ پر ناموس رسالت ﷺ کا پہرہ دیا آپ علیہ الرحمہ نے ساری زندگی نبی پاک کی شان میں گستاخی کرنے اور اس کو پھیلانے والوں کو بخشا نہیں کیوں کہ کوئی بھی عاشق اپنے محبوب کی ناقدری برداشت نہیں کرسکتا پھر بھی آپ علیہ الرحمہ نے صبر وتحمل کا پہلو ہاتھ میں رکھتے ہوئے جذبہ اصلاح کے پیش نظر ان گستاخوں کو توبہ ورجوع کی دعوت دی مگر صریح کفریات لکھنے والوں نے توبہ ورجوع نہ کیا اس میں اپنی شان گھٹتی محسوس کی اور اخذۃ العزۃ کی بنا پر اَنا کا شکار ہوگئے اور توبہ ورجوع سے روگردانی کی تو پھر عشق رسول کا تقاضا اور شریعت کے حکم کے مطابق ان پر حکم شرعی نافذ کیا۔

آپ اکثر وبیشتر فراق مصطفیٰ ﷺ میں غمگین رہتے اور سرد آہیں بھرتے رہتے۔فراق مصطفیٰ ﷺ کی درد نہ سہتے ہوئے جب آپ دوسری بار حج کے لئے تشریف لے گئے تو زیارت نبی ﷺ کی آرزو لئے روضہ اطہر کے سامنے صلوۃ وسلام پڑھتے رہتے انتظار دیدار میں مودب بیٹھے ہوئے تھے کہ قسمت جاگ اٹھی اور چشمان سر سے جاگتے ہوئے زیارت حضور اقدس ﷺ سے مشرف ہوئے۔

جو آپ کے لئے عاشق رسول ہونا ثابت کرتا ہے آپ ذکر رسول میں ابتدا سے انتہا تک ادباً دوزانوں رہا کرتے یوں ہی تقریر فرماتے چاہیے وہ تقریب چار یا پانچ گھنٹوں کی ہی کیوں نہ ہو۔

علامہ اقبال آپ کے عشق رسول پر گواہی دیتے ہوئے کہتے ہیں کہ اگر عشق رسول کی وجہ

سے آپ کی طبعیت میں سختی نہ ہوتی تو آپ اپنے دور کے امام اعظم ابوحنیفہ ہوتے۔

عشق رسول امام احمد رضا علیہ الرحمہ کے دل کی دھڑکن آپ کی حیات کا واحد سبب ومقصد تھا آپ کے جسم کا ہر ہر رونگٹا محو عشق رسول تھا۔آپ کی آنکھوں میں صرف عشق رسول کے جلوے سمائے ہوئے تھے آپ زندہ تھے صرف روح عشق رسول ﷺ کے سبب آپ کی زندگی کا واحد مقصد پرچم عظمت رسالت کو لہرانا تھا اور متاع زندگی آپ کا بوقت وصال دیدار رخ انور ﷺ کا شرف حاصل کرنا تھا۔

تحریک ختم نبوت اور امام احمد رضا علیہ الرحمہ

ختم نبوت امت کا اجتماعی عقیدہ ہے صحابہ کرام سے لے کر آج تک امت مسلمہ نے اس عقیدے پر پہرہ دیا ہے۔ جنگ یمامہ سے لے کر پاکستان کی پارلیمنٹ تک قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دلوانے تک یہ طویل جدوجہد امت مسلمہ کے عشق رسول ﷺ کا منہ بولتا ثبوت ہے یقیناً پارلیمنٹ کی اس کاروائی کا سہرا سیدی اعلیٰ حضرت اور اکابرین اہل سنت کے سروں کو بلند کیے ہوئے ہے۔میرے سیدی اعلیٰ حضرت نے حضور قائد المرسلین، خاتم النبیین ﷺ کے عقیدہ ختم نبوت کے حوالہ سے جو امت مسلمہ کے سینوں کو روشن کیا اس کی ایک جھلک۔۔۔۔۔

✦۔ختم نبوت ایمان کا اساسی حصہ ہے۔

✦۔ختم نبوت پر پورے دین کا ڈھانچہ قائم ہے۔

✦۔پورے دین کی تعلیمات کو محفوظ کرنے والا عقیدہ ختم نبوت کہلاتا ہے۔

سیدی اعلیٰ حضرت نے فرمایا سید عالم ﷺ کی جلوہ گری کے بعد اب کائنات

میں کوئی شخص بھی بحیثیت نبی نہیں آ سکتا۔ اگر کوئی ایسا دعویٰ کرے گا خواہ وہ کسی لحاظ سے بھی ہو۔ وہ یہ کہے کہ میں ظلی ہوں میں بروزی ہوں میں تشریعی ہوں جو بھی کہے جب وہ نبوت کا مدعی بنے گا تو جھوٹا ہوگا۔ کذاب ہوگا، دجال ہوگا۔ اس سے برأت لازمی ہے اور اس کا رد کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے۔ چنانچہ ارشاد خداوندی ہے۔

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ۔

(پارہ 22 سورۃ احزاب آیت 40)

ترجمہ قرآن کنزالایمان: محمد ﷺ تمہارے مردوں میں کسی کے باپ نہیں ہاں اللہ کے رسول ہیں اور سب نبیوں میں پچھلے۔ (یعنی آخرالانبیاء کہ نبوت آپ پر ختم ہوگئی)

نص قطعی کے اعتبار سے اور احادیث مبارکہ وَاَنَا خَاتَمُ النَّبِيّٖنَ لَا نَبِيَّ بَعْدِيْ (سنن ابوداؤد جز 4 صفحہ 97 مکتبہ شاملہ) مجھ سے انبیا کو ختم کر دیا گیا اور میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا اس بات پر واضح دلیل ہے قرآن مجید اور احادیث کی روشنی میں یہ امت کا اجماعی اور اتفاقی مسئلہ رہا ہے کہ آپ کے بعد نبوت کا دعوی کرنا تو الگ رہا نبی پاک کے بعد نبوت کی تمنا کرنا بھی کفر ہے۔

فتنہ قادیانیت اور مرزائیت مسلمانان عالم کے لئے ایک بہت ہی گھناونی سازش تھی اس کے رد کے لئے اس دور کے سینکڑوں علماء کرام نے قلم اٹھائے اور اپنی علمی بساط اور اپنے نبی کی محبت میں ڈوب کر رد قادیانیت فرمایا رد قادیانیت کے حوالے سے ویسے تو بہت سے علماء حق نے اپنا کردار ادا کیا لیکن جن دو اہم شخصیات نے اپنی تصانیف سے رد قادیانیت فرمایا وہ مبارک ہستیاں درج ذیل ہیں۔

1۔ امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ　　2۔ پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ

ہم اس وقت رد قادیانیت کے ضمن میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ کی قلمی کاوش اور تحریک ختم نبوت پر اس کے اثرات کا جائزہ لے رہے ہیں۔

برصغیر پاک و ہند میں امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ کا وہ پہلا خانوادہ ہے جہاں سے منکرین ختم نبوت اور قادیانیت کا سب سے پہلے رد بلیغ کیا گیا۔

سرزمین ہندوستان میں پہلی بار ختم نبوت کا ناسور فتنہ مولوی احسن نانوتوی نے قیام بریلی کے دوران (1851ء-1860ء) میں حدیث ابن عباس کی بنیاد پر پیدا کیا اور یہ اعلان کیا کہ رسول پاک ﷺ کے علاوہ بھی ہر طبقہ زمین میں ایک ایک خاتم النبیین موجود ہے۔

اس ناسور فتنے کا سد باب میرے امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ کے والد محترم مولانا نقی علی خان رحمۃ اللہ علیہ نے کیا اور مولوی احسن نانوتوی کی سخت ترین گرفت فرمائی اور اس ناپاک جسارت کو عقیدہ ختم نبوت کے منافی قرار دیتے ہوئے ایسا ناپاک عقیدہ رکھنے والے کو گمراہ اور خارج از اسلام قرار دیا۔

مولانا نقی علی خان رحمۃ اللہ علیہ کی حمایت میں علماء اہلسنت بریلی بدایوں اور رامپور نے بھی فتوے دیئے۔

مولوی احسن نانوتوی کی حمایت میں قاسم نانوتوی نے ایک کتاب تحذیر الناس تحریر کی اور اپنے مولوی احسن نانوتوی کی حمایت میں اس قدر بڑھ گئے کہ یہاں تک لکھ دیا۔

اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی ﷺ بھی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا۔ (تحذیر الناس صفحہ 23)

یہی وہ دل آزار عبارت تھی جس نے انیسوی صدی کے آخری دھائی میں امت محمدیہ کو

دوحصوں میں تقسیم کردیا۔

جو سرور عالم کے تقدس کو گھٹائے   وہ اور سبھی کچھ ہے مسلمان نہیں ہے

یہاں تک کہ آگے چل کر تحذیر الناس کی اسی گستاخانہ عبارت نے مرزا غلام احمد قادیانی کذاب کی جھوٹی نبوت کے دعویٰ کے لئے مضبوط بنیاد فراہم کی۔

7 ستمبر 1974ء کو جب اسلامی جمہوریہ پاکستان کی قومی اسمبلی میں قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دینے کے لئے علماءِ حق بریلوی کی طرف سے دلائل دیئے جارہے تھے تو قادیانیوں کا نمائندہ مرزا ناصر نے اپنے مسلمان ہونے کے دفاع میں مولوی قاسم نانوتوی کی مذکورہ بالا عبارت کو بطور دلیل پیش کیا۔جس کا جواب علمائے حق اہل سنت وجماعت حنفی بریلوی کے سوا کسی سے نہ بن پڑا اور مولانا شاہ احمد نورانی اور علامہ مولانا عبدالمصطفی الازہری نے گرج دار آواز میں فرمایا کہ ''ختم نبوت کا جو بھی منکر ہو خواہ کسے باشد ہمارے نزدیک کافر ہے اور ہمارے لیے حجت نہیں ہے''

(اہل سنت وجماعت کا اجمالی تعارف صفحہ 16 از علامہ عبدالحکیم شرف قادری ؒ)

اس سلسلے میں امام احمد رضا ؒ کا علمی مواد اور حرمین شریفین کا تصدیق شدہ فتوی حسام الحرمین اسمبلی میں پیش کیا یہ وہی فتوی ہے جیسے اعلیٰ حضرت ؒ نے حرمین شریفین کے تقریبا 35 مشاہیر علماء سے حاصل کیا تھا توجہ طلب بات یہ ہے کہ مفتی محمود صاحب کی جماعت جمعیت علما اسلام کے دو معزز اراکین اسمبلی مولوی غلام غوث ہزاروی اور مولوی عبدالحکیم نے قادیانیت کے خلاف قومی اسمبلی میں موجود ہونے کے باوجود دستخط نہیں کیے اس عمل پر مفتی محمود اور نہ ہی ان کی جماعت کے کسی اور رکن نے ان دونوں کے خلاف کوئی کاروائی کی اور نہ ہی ان دونوں کے خلاف کوئی بیان دیا اعلیٰ حضرت

نے ختم نبوت پر ایک سو بیس (120) احادیث مبارکہ کے ساتھ فتوی دیا اور غلام احمد قادیانی کو جھوٹا ثابت کیا الغرض اس فتنہ کے رد میں امام احمد رضا ؒ کی مساعی جمیلہ اس قدر قابل ستائش اور قابل توجہ ہیں کہ آج کے مخالفین بھی اپنی تصانیف میں امام احمد رضا کا فتوی بڑے اہتمام سے شائع کرتے ہیں۔

1973ء-1974ء کی قومی اسمبلی میں مرزا غلام احمد قادیانی کے خلاف اکثریت رائے کی وجہ سے اس وقت کے منتخب وزیر اعظم ذوالفقار علی بھٹو نے قادیانیوں کو کافر قرار دیا جس کو بعد میں سینٹ نے منظور کیا پارلیمنٹ کے اس فیصلے میں امام احمد رضا ؒ کا حاصل کیا ہوا فتوی حسام الحرمین اور اعلیٰ حضرت ؒ کی رد قادیانیت میں لکھی گی تحریروں نے کلیدی کردار ادا کیا امام احمد رضا ؒ کے وصال کے بعد اعلیٰ حضرت ؒ کے صاحبزادگان ، خلفاء کرام مریدین عظام اور متوسلین علما نے عالم اسلام میں قادیانیوں کے خلاف جہاد جاری رکھا سینکڑوں فتوے دیئے اور ہزاروں کتب رسائل تحریر کیے جو امت مسلمہ کے لیئے مشعل راہ ہیں۔

تبصرہ قادری:

لیکن افسوس صد افسوس آج کے اس دور میں کچھ ایسے نام نہاد مصنف پائے جاتے ہیں جو رد قادیانیت کی حقیقت لکھتے وقت امام احمد رضا ؒ کی شاہکار تحریروں اور ان کے لازوال فتووں کو یکسر فراموش کر دیتے ہیں جب بھی یہ مصنف رد قادیانیت کی تاریخ رقم کرتے ہیں بد دیانتی کی انتہا یہاں تک کر دیتے ہیں کہ برصغیر پاک وہند میں منکرین ختم نبوت اور قادیانیت کا سب سے زیادہ رد کرنے والی سب سے زیادہ فتاوی

اور رسائل تحریر کرنے والی شخصیت امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ کا ذکر تک ہی نہیں کرتے رد قادیانیت کی تاریخ رقم کرتے وقت یہ مصنف فتاوی حرمین شریفین کا ذکر تو کرتے ہیں لیکن یہ لکھنا گوارہ نہیں کرتے کہ یہ فتوی کب اور کس نے حاصل کیا اور کس نام سے شائع ہوا شاید وہ مصنفین اس وجہ سے فتاوی حرمین شریفین کا نام لکھ دیتے ہیں کہ آج کی کم علم عوام کو کیا پتہ کہ فتاوی حرمین شریفین کس نے حاصل کیا اور کس نام سے شائع ہوا یہ بھی ہوسکتا ہے کہ وہ مصنفین تعصب کی وجہ سے امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ کا نام نہ لکھتے ہوں یا پھر اپنے اکابر کو اس فتاویٰ کی زد سے بچانے کے لئے ایسا کرتے ہیں۔

امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ کی سائنسی بصیرت

سائنس کی بہت ساری تعریفیں کی گئی ہیں ایک تعریف کچھ اس طرح کی گئی ہے۔

Science is an objective and systematic study of any object

ترجمہ: کسی شے کا معروضی اور باقاعدہ مطالعہ کا نام سائنس ہے۔

قرآن حکیم میں فکر کرنے، غور کرنے، مطالعہ اور تفکر و تدبر کرنے کے بارے میں تقریبا 750 آیات کریمہ وارد ہیں اور لاتعداد احادیث مبارکہ غور و خوض کے حوالے سے وارد ہیں۔

امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ کا نظریہ تھا کہ سائنس صحیح ضرور ہے مگر محدود ہے سائنس کو کسی طرح بھی اسلام سے فائق اور افضل نہیں سمجھا جاسکتا۔

امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ کسی طور پر بھی عام سائنسدان نہ تھے مگر وہ علم ریاضی، علم فلکیات، علم جبر و مقابلہ، علم کیمیا، علم جعفر، علم نوری، علم حساب، علم ہندسہ، علم لوگارثمات، علم نحو، علم

صرف، علم بیان، علم فلسفہ، علم قدیم وجدید، علم حیوانات، علم زائرچہ جیسے پچاس سے زائد علوم پر مکمل دسترس رکھتے تھے۔ ایک عالم ان کی لکھی ہوئی کتب کو اپنے لئے مشعل راہ سمجھتا آرہا ہے سائنس کا ماخذ درحقیقت قرآن حکیم اور سنت خیر الانام ہیں زمانہ قدیم میں لفظ سائنسدان کی کوئی مخصوص اصطلاح تو رائج نہیں تھی مگر ہر وہ عالم فاضل جو علوم و فنون پر مہارت رکھتا تھا اسے زمانہ قدیم کی اصطلاح میں حکیم یا فلسفی اور دور جدید میں سائنسدان کہا جاتا ہے بعض کم علم لوگوں کا یہ زعم باطل ہے کہ ہمیں اسلام جو کہ دین فطرت ہے سائنسی علوم حاصل کرنے سے منع کرتا ہے یا اس علم کی مذمت کرتا ہے لیکن قرآن حکیم اور سنت مصطفی ﷺ کا ہم مطالعہ کرتے ہیں تو ہمیں بار بار ہدایت شرعی کے ساتھ علم سائنس کی طرف رہنمائی مبذول کروائی جارہی ہے۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا نظریہ تعلیم سائنس یہ تھا کہ دینی عقائد کی ضروری معلومات کے بعد کوئی بھی تعلیم حاصل کی جاسکتی ہے جو کہ شریعت سے نہ ٹکراتی ہو اگر وہ تعلیم دینی مقاصد کے لئے ہو تو بہتر اور دنیاوی منافع کی غرض سے ہو تو مباح۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے مطابق ایسی سائنسی تعلیم پڑھنا جس سے عقائد فاسد ہوں اور جس سے اللہ رب العزت، قرآن، صاحب قرآن اور علمائے دین کی توہین دل میں آئے سائنسی تعلیم ہو یا انگریزی یا خواہ کچھ ہو ایسی چیز پڑھنا حرام ہے اعلیٰ حضرت کو علوم قدیم وجدید نارمیٹیو اور پازیٹو سائنس تمام علوم پر مکمل عبور حاصل تھا آپ نے ان تمام علوم پر نگارشات یادگار چھوڑی ہیں۔

علم فلکیات، علم سیاسیات، علم اخلاقیات، علم معدنیات، علم بین الاقوامی امور، علم الارض، علم تجارت، علم طبیعات، علم جربات کون سا ایسا شعبہ ہے جس میں انہوں نے

اپنی خداداد صلاحیتوں کا ثبوت نہ دیا ہو اور ہر ایک باب میں کوئی یادگار تصنیف نہ چھوڑی ہو۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے نیوٹن، آئن اسٹائن، اور البرٹ ایف پورٹا کے پیش کئے ہوئے نظریات (زمین حرکت کرتی ہے) کا رد تین رسالے لکھ کر کیا۔

1۔فوز مبین در رد حرکت زمین 2۔نزول آیات فرقان بسکون زمین و آسمان

3۔الکلمۃ الھلمۃ فی الحکمۃ الحکمۃ لوھاء فلسفۃ المسمۃ

یہ وہ رسائل ہیں جن میں اعلیٰ حضرت نے قرآنی آیات اور احادیث مبارکہ، تفاسیر اور قدیم نظریات کے اقوال سے یہ ثابت کیا کہ زمین و آسمان ساکن ہیں سورج و چاند اور دیگر سیارے زمین کے گرد گردش کرتے ہیں آپ نے ان سائنسدانوں (آئن سٹائن، نیوٹن، البرٹ ایف پورٹا) کے نظریہ کا رد کرنے میں 105 عقلی و نقلی دلائل پیش کئے جن میں سے 90 خود آپ نے دیئے اور 15 دلائل سابقہ کتب سے دیئے۔

علم سیاسیات

امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ کو علم سیاسیات میں بھی کمال حاصل تھا اس بات کا اندازہ اس بات سے احسن طریقے سے لگایا جاسکتا ہے کہ پروفیسر البرٹ ایف پورٹا نے ایک مرتبہ خطرناک پیشن گوئی کی کہ 17 دسمبر 1919ء کو سورج کے سامنے بیک وقت متعدد سیاروں کے اجتماع اور ان کی مجموعی کشش سے سورج میں بہت بڑا سوراخ پڑنے والا ہے جس سے بشمول امریکہ پوری دنیا میں قیامت صغریٰ برپا ہوگی شدید آندھیوں اور طوفانوں کی وجہ سے دنیا کے کئی ممالک صفحۂ ہستی سے مٹ جائے گے اس خطرناک

پشین گوئی کے شائع ہونے کے بعد پوری دنیا کا نظام مفلوج ہو کر رہ جائے گا۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کو جب اس پشین گوئی کے متعلق بتایا گیا تو اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے اس پشین گوئی کا رد قرآن حکیم کی آیات کے ذریعے ایک رسالہ ''معین و مبین بہر دور شمس و سکون زمین'' لکھ کر پروفیسر البرٹ ایف پورٹا کی اس پشین گوئی کا رد بلیغ کیا اور یہ فرمایا کہ یہ پشین گوئی سراپا جھوٹ ہے آج بھی اکثر یورپی ممالک میں اس رسالے کے ترجمہ کو بنیاد بنا کر ریسرچ کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔

علم تکسیر:

علم تکسیر کے علم پر امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ کو مکمل عبور حاصل تھا کہا جائے تو بے جا نہیں ہوگا۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد سید ظفر الدین بہاری رحمۃ اللہ علیہ کو ایک شاہ صاحب ملے جن کا یہ خیال تھا کہ فن تکسیر کا علم مجھ کو ہے مولانا بہاری نے ان سے دریافت کیا کہ جناب نقش مربع کتنے طریقے سے بھرتے ہیں تو شاہ صاحب نے بڑے فخریہ انداز میں جواب دیا کہ سولہ طریقے سے پھر ان شاہ صاحب نے مولانا بہاری رحمۃ اللہ علیہ نے دریافت کیا کہ آپ نقش کتنے طریقوں سے بھر سکتے ہیں تو مولانا بہاری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا الحمد اللہ گیارہ سو باون طریقے سے یہ سن کر شاہ صاحب حواس باختہ ہو گئے اور پوچھا آپ نے فن تکسیر کس سے سیکھا تو بہاری صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے جواب دیا کہ امام احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ سے تو شاہ صاحب نے دریافت کیا کہ وہ کتنے طریقوں سے نقش مربع بھرتے ہیں تو مولانا بہاری رحمۃ اللہ علیہ نے جواب دیا کہ وہ دو ہزار تین سو طریقوں سے۔

علم توقیت:

علم توقیت کا موجد (بانی) اگر امام احمد رضا ؒ کو ہی کہا جائے تو کچھ غلط نہ ہو گا کیونکہ آپ کے بتائے ہوئے قواعد و ضوابط سے پہلے اس پر کوئی کتاب موجود نہیں ہے۔ اعلیٰ حضرت ؒ علم توقیت کی بدولت دن میں سورج کے نکلنے اور غروب ہونے کا وقت سیاروں کی معرفت، چال و چلن بھی معلوم کر لیتے تھے اعلیٰ حضرت ؒ علم توقیت کو استعمال میں لا کر دن میں سورج اور رات کو تارے دیکھ کر گھڑی کا ٹائم درست فرما لیتے اور وقت بالکل ٹھیک ہوتا اعلیٰ حضرت ؒ نے صرف علم توقیت کے قواعد و ضوابط ہی ایجاد نہیں کئے بلکہ عربی اردو اور فارسی میں علم توقیت پر ایک سو سے زائد کتب و رسائل کا انبار اہل علم کی نظر کیا ہے۔

آواز کی دنیا کی دریافت بہت بعد میں ہوتی ہے مگر مسلمان صوفیاء اور علماء نے اس کو بہت پہلے دریافت کر لیا تھا اور وہ باتیں بتا دی تھی جو شاید آج کے انسانوں کے لئے حیران کن ہوں امام احمد رضا ؒ نے ایک رسالہ تحریر فرمایا جس کا عنوان ہے۔

"البیان شافیا لغونو عزافیا"

اس کا موضوع تو بظاہر فقہی ہے مگر حقیقت سائنسی ہے سارے کا سارا رسالہ سائنسی تعلیمات کے متعلق ہے۔

فونوگرافی پر بحث کرتے ہوئے امام احمد رضا نے ان سوالات کے جوابات دیے جو آج کے سائنسدانوں کے لئے بھی مشعل راہ ثابت ہو رہے ہیں۔

1۔ آواز کیا چیز ہے؟

2۔ کیوں کر پیدا ہوتی ہے؟

3۔ کیوں کر سننے میں آتی ہے؟

4۔ اپنے ذریعہ حدوث کے بعد باقی رہتی ہے یا اس کے ختم ہوتے ہی فنا ہو جاتی ہے؟

5۔ کان کے باہر بھی موجود ہے یا کان میں ہی پیدا ہوتی ہے؟

6۔ آواز کنندہ کی طرف اس کی اضافت کیسی ہے وہ اس کی صفت ہے یا کسی چیز کی۔

7۔ اس کی موت کے بعد بھی باقی رہ سکتی ہے یا نہیں؟

8۔ پانی کا رنگ ہے یا نہیں؟

9۔ پانی کا رنگ کیا ہے؟

10۔ آئینہ میں اپنی صورت اور چیزیں کس طرح نظر آتی ہیں؟

11۔ برف کے سفید ہونے کا سبب۔

12۔ پتھر کس طرح بنتا ہے اس کی کتنی اقسام ہیں؟

13۔ آئینہ میں سمت برعکس کیوں نظر آتی ہے؟

14۔ مٹی کی اقسام سے تیمم۔

اور سینکڑوں ایسے سوالات کے جوابات جو میرے اعلیٰ حضرت ؒ سے پہلے کسی سائنس دان نے نہ دیئے۔

ان تمام سوالات پر میرے اعلیٰ حضرت ؒ کی تحقیق اور دلائل سائنسی علم کے پیاسوں کی پیاس بجھا رہی ہے۔

علم جدید کی تحصیل کے لئے پوری دنیا بشمول روس کے لوگ بھی اعلیٰ حضرت ؒ کے پاس آتے۔ کتاب کی طوالت کی وجہ سے اسی پر اکتفا کیا جاتا ہے ورنہ یہ عنوان اگر

تفصیلاً تحریر کیا جائے تو ایک الگ کتابی شکل اختیار کر جائے گا۔

مخالفین کی نظر میں:

اعلیٰ حضرت ﷫ کی ساری زندگی دشمنان اسلام کے لئے شمشیر بے نیام بن کر رہی آپ نے ہر میدان میں فتوحات کے جھنڈے گاڑے یہی وجہ تھی کہ باطل نظریات رکھنے والے مخالف جماعتوں کے کئی اکابرین نے اعلیٰ حضرت ﷫ کے متعلق تعریفی کلمات تحریر کئے، یہ میرے اعلیٰ حضرت ہی کی کرامت ہے کہ مخالفین کی مستند ترین کتب اور جید ترین اکابرین کے سینکڑوں قول جن کا رد آج کے اغیار اہل سنت نہیں کر سکتے یہ ثابت کرتا ہے کہ اعلیٰ حضرت ﷫ سچے عاشق رسول، عالم بے بدل مجدد مأتہ حاضرہ اور اپنے دور کے عظیم فقیہ تھے۔

یہاں پر ان لوگوں کی آراء شمار کی جارہی ہے جن سے مسلکی اختلاف ہے۔

وہ قصے اور ہوں گے جن کو سن کر نیند آتی ہے
تڑپ اٹھو گے کانپ اٹھو گے سن کر داستان تم اپنی

1۔ مولوی اشرف تھانوی لکھتے ہیں۔

وہ ہم کو کافر کہتا ہے ہم اس کو کافر نہیں کہتے۔ (افاضات یومیہ جلد 7 ص 26)

2۔ عالم کوثر نیازی لکھتے ہیں۔

مفتی اعظم پاکستان حضرت محمد شفیع دیوبندی سے میں نے سنا فرمایا جب مولانا احمد رضا خان ﷫ کی وفات ہوئی تو حضرت مولانا اشرف علی تھانوی کو کسی نے آکر اطلاع کی مولانا تھانوی نے بے اختیار دعا کے لئے ہاتھ اٹھا دیئے جب وہ دعا کر

چکے تو حاضرین مجلس میں سے کسی نے پوچھا وہ تو عمر بھر آپ کو کافر کہتے رہے اور آپ انکے لئے دعائے مغفرت کر رہے ہیں فرمایا یہی بات سمجھنے کی ہے مولانا احمد رضا نے ہم پر کفر کے فتوے اس لئے لگائے۔ کہ انہیں یقین تھا کہ ہم نے توہین رسول کی ہے اگر وہ یقین رکھتے ہوئے بھی ہم پر کفر کا فتوی نہ لگاتے تو خود کافر ہو جاتے۔

(روزنامہ جنگ راولپنڈی 10 نومبر 1981ء)

3۔ مولانا احمد رضا زندگی بھر انہیں (اشرف علی تھانوی) کو کافر کہتے رہے لیکن تھانوی صاحب فرمایا کرتے تھے کہ میرے دل میں احمد رضا کے لئے بے حد احترام ہے وہ ہمیں کافر کہتا ہے لیکن عشق رسول کی بنا پر کہتا ہے کسی اور غرض سے تو نہیں کہتا۔

(ہفت روزہ چٹان لاہور 23 اپریل 1962ء)

4۔ دیوبند کے محدث انور شاہ کشمیری لکھتے ہیں۔

جب بندہ ترمذی شریف اور دیگر کتب احادیث کی شرح لکھ رہا تھا تو حسب ضرورت احادیث کی جزئیات دیکھنے کی ضرورت پیش آئی تو میں نے شیعہ حضرات و اہل حدیث حضرات و دیوبندی حضرات کی کتابیں دیکھیں مگر ذہن مطمئن نہ ہوا بالآخر ایک دوست کے مشورے سے مولانا احمد رضا بریلوی کی کتابیں دیکھیں تو میرا دل مطمئن ہو گیا کہ اب بخوبی احادیث کی شروح بلا جھجک لکھ سکتا ہوں تو واقعی بریلوی حضرات کے سرکردہ عالم مولانا احمد رضا خان صاحب کی تحریریں شستہ اور مضبوط ہیں جیسے دیکھ کر یہ اندازہ ہوتا ہے کہ یہ مولوی احمد رضا خان صاحب ایک زبردست عالم دین اور فقیہ ہیں۔ (رسالہ دیوبندی ص 20 جمادی الاول 1330ھ)

5۔ مولوی شبیر احمد عثمانی لکھتے ہیں۔

مولانا احمد رضا کو تکفیر کے جرم میں برا کہنا بہت ہی برا ہے کیونکہ وہ بہت بڑے عالم اور بلند پایہ محقق ہیں مولانا احمد رضا خان کی رحلت عالم اسلام کا ایک بڑا سانحہ ہے جسے نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ (رسالہ ہادی دیوبند ص 20

6۔ دیوبندی مذہب کے فقیہہ العصر مفتی کفایت اللہ دہلوی لکھتے ہیں:۔

اس میں کلام نہیں کہ مولانا احمد رضا خان کا علم بہت وسیع تھا۔

(ہفت روزہ نجوم نئی دہلی امام احمد رضا صفحہ 6

7۔ ابوالحسن علی ندوی دیوبندی لکھتے ہیں:۔

فقہ حنفی اور اس کی جزئیات پر جوان (احمد رضا خان) کو عبور حاصل تھا اس زمانہ میں اس کی نظیر نہیں ملتی۔ (نزہتہ الخواطر صفحہ 8

8 عبدالحئی لکھتے ہیں:۔

(احمد رضا) نے علوم پر مہارت حاصل کر لی اور بہت سے فنون بالخصوص فقہ و اصول میں اپنے ہم عصر علما پر فائق ہو گئے۔ (نزہتہ الخواطر جلد 8 صفحہ 38

9۔ دیوبندی مولوی محمد یوسف بنوری آف کراچی کے والد زکریا شاہ بنوری دیوبندی لکھتے ہیں:۔

اگر اللہ تعالیٰ ہندوستان میں (مولانا) احمد رضا بریلوی کو پیدا نہ فرماتا تو ہندوستان میں حنفیت ختم ہو جاتی۔ (بحوالہ سفید و سیاہ صفحہ 116

10۔ دیوبندی مذہب کے شیخ القرآن غلام اللہ خان دیوبندی محدث سرفراز گکھڑوی کے استاد اور دیوبندی قطب رشید گنگوہی کے شاگرد مولوی حسین علی لکھتے ہیں:۔ معلوم ہوتا ہے کہ یہ بریلی والا (احمد رضا) پڑھا لکھا تھا علم والا تھا۔ (ماہنامہ الفرقان لکھنو)

11۔ غیر مقلد شیخ الاسلام ثناء اللہ امرتسری لکھتے ہیں کہ:۔

مولانا احمد رضا بریلوی مجدد مآتہ حاضرہ (فتاوی ثنائیہ جلد 1 صفحہ 463

لفظ اعلیٰ حضرت پر اعتراض کیوں؟

ہم حنفی سنی بریلوی اپنے امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ کو اعلیٰ حضرت کہہ کر بولاتے ہیں تو اس میں ہماری نیت یہ ہوتی ہے کہ امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ اپنے زمانے میں علماء حق میں سے افضل و اعلیٰ ہے مسلمانوں کی نیت پر حملہ کرنا گناہ ہے اور معلوم ہونے کے بعد کہنا بہتان والزام اور جھوٹ ہے۔

لفظ اعلیٰ حضرت سے مراد یہ نہیں کہ آپ انبیاء وصحابہ سے افضل و اعلیٰ ہیں بلکہ آپ اپنے دور کے علماء حق سے افضل و اعلیٰ ہیں لفظ اعلیٰ حضرت پر آج کل جس قدر بحث کی جاتی ہے یہ بات کسی بھی صاحب مطالعہ سے ڈھکی چھپی نہیں ہے۔

ہم امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ کو اعلیٰ حضرت کے لقب سے یاد کریں تو بریلوی مشرک؟

لیکن جب دیگر مکاتب فکر کے علماء اپنے اکابرین کے لئے لفظ اعلیٰ حضرت اپنی کتابوں میں استعمال کریں تو عین دین اسلام یہ کہاں کا انصاف ہے؟

آئیں ہم آپ کو بتاتے ہیں کہ علماء دیوبند اپنے کن کن اکابرین کو لفظ اعلیٰ حضرت کے لقب سے پکارتے ہیں۔

1۔ اشرف علی تھانوی نے تین جگہ حاجی امداد اللہ مہاجر کی کو اعلیٰ حضرت لکھا۔

2۔ رشید گنگوہی نے اپنے مکتوب میں دو جگہ حاجی امداد اللہ مہاجر کی کو اعلیٰ حضرت لکھا۔

3۔ مصنف تحفۃ القادیان نے قاری طیب کو اعلیٰ حضرت لکھا۔

4۔مولوی عاشق الٰہی میرٹھی نے تذکرۃ الرشید میں گیارہ جگہ حاجی امداد اللہ مکی کو اعلیٰ حضرت لکھا۔

اس کے علاوہ متعدد حوالہ جات اور بھی ہیں جس میں دوسرے مکاتب فکر کے علماء نے اپنے اکابرین کو اعلیٰ حضرت لکھا ہے۔

چند مشہور اعتراضات کے جوابات:

تاریخ گواہ ہے کہ بدعقیدہ لوگ بزرگان دین پر اعتراضات کر کے اپنا نامہ اعمال سیاہ کرتے رہے اور یہ عمل رہتی دنیا تک ہوتا رہے گا اعلیٰ حضرت ﷫ پر آج تک جتنے بھی اعتراض ہوئے ان سب کے جوابات علماء اہل سنت کی جانب سے دیئے جا چکے ہیں اور ایسے جواب دیئے گئے کہ معترض کا منہ لال پیلا ہو گیا اس کتاب میں چند مشہور اعتراضات کے جوابات دیئے گئے ہیں۔

اعتراض نمبر 1: امام احمد رضا اور اشرف علی تھانوی مدرسہ دیوبند میں پڑھتے تھے؟

جواب: اعلیٰ حضرت کی پیدائش 1856ء میں ہوئی اور فارغ التحصیل ہو کر 1870ء میں مسند افتا پر رونق افروز ہو گئے یعنی چودہ سال کی عمر میں مسند افتاء پر فائز ہو گئے (فتوے دینے شروع کر دیئے تھے) اور اشرف تھانوی 1864ء میں پیدا ہوئے دیوبند میں داخلہ 1879ء میں لیا اس وقت تک اعلیٰ حضرت ﷫ سو کتابیں لکھ چکے تھے اعلیٰ حضرت ﷫ اس وقت مفتی بن چکے تھے اور تھانوی کے کھیلنے کودنے کے دن تھے۔

اعتراض نمبر 2: امام احمد رضا خان کا استاد مرزا غلام قادر بیگ تھا جو مرزا قادیانی کا بھائی تھا؟

جواب: مرزا غلام قادر بیگ کے نام کے استاد سے کچھ کتابیں ضرور پڑھیں تھی مگر وہ

قادیانی کا بھائی نہیں تھا نام ملتا جلتا ضرور ہے قادیانی کا بھائی تھانیدار تھا اور یہ مدرس اور مولوی تھے قادیانی کا بھائی بچپن 55 سال کی عمر میں مر گیا اور یہ استاد صاحب اسی 80 برس تک زندہ رہے قادیانی کا بھائی 1883ء میں مر گیا اور یہ استاد صاحب 1895ء میں بھی زندہ تھے۔

اعتراض نمبر 3: احمد رضا بن نقی علی، بن رضا علی، بن کاظم علی، امام احمد رضا کا خاندان شیعہ تھا۔

جواب: سبحان اللہ بہت خوب اہل بیت اطہار کے اسمائے گرامی سے نسبت برکت کے لئے رکھنے سے اگر امام احمد رضا کو معترض نے شیعہ کہا ہے؟ تو معترضین اپنے اکابر کے ناموں کے بارے کیا کہیں گے جو کہ ذیل ہیں۔

اشرف علی، حسین علی، علی اصغر، غلام حسن، غلام حسین، محمد باقر، محمد حسین، غلام علی۔ ان تمام علماء دیوبند پر کیا فتویٰ ہے؟

اعتراض نمبر 4۔ احمد رضا کو اپنے والدین کا رکھا ہوا نام پسند نہیں تھا؟ وہ عبدالمصطفیٰ لکھتے تھے۔

جواب:۔ پسند نہیں تھا یہ کس کتاب میں لکھا ہے؟ وہ تو احمد رضا ہی لکھتے تھے۔ عبدالمصطفیٰ کا اضافہ فرماتے تھے جو قرآن و حدیث سے ثابت ہے۔ حاجی امداد اللہ مہاجر مکی ﷫ نے اپنی کتاب شمائم امدادیہ میں ایسا نام جائز لکھا۔ ان پر کیا حکم ہے؟

اعتراض نمبر 5۔ امام احمد رضا نے نیا فرقہ نکالا۔

جواب: امام احمد رضا ﷫ قدیم مسلک سنی حنفی تھے اس بات کی گواہی غیر مقلد مولوی

ثناء اللہ امرتسری نے شمع توحید میں سلیمان ندوی نے حیات شبلی میں شیخ محمد اکرم نے موج کوثر اور عبدالحیٔ علی نے نزہۃ الخواطر میں دی اس کے علاوہ لاتعداد حوالے ایسے ہیں جن سے اعلیٰ حضرت پر نئے فرقے کو جنم دینے کا الزام غلط ثابت ہوتا ہے۔

اعتراض نمبر 6۔احمد رضا کا مقام رضاخانی کتاب میں دیکھو کیا ہے۔

جواب: مصنف رضا خانی مذہب (سعید احمد، دیوبندی مذہب سے بیزاری کا اعلان کر کے اس بات کا اعلان کر چکے ہیں کہ ان کی کتاب رضا خانی مذہب میں جھوٹے غلط اور بے بنیاد الزام لگائے گئے ہیں وہ اس کتاب کو منسوخ کر چکے ہیں)

وصال با کمال:

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی وفات سے چار ماہ بائیس دن پہلے کوہ بھوالی (ضلع نینی تال) میں 3 رمضان المبارک 1340ھ 10 مئی 1921ء کو اپنے وصال کی تاریخ قرآن پاک کی اس آیت کریمہ سے نکالی۔

وَيُطَافُ عَلَيْهِم بِآنِيَةٍ مِّن فِضَّةٍ وَأَكْوَابٍ (پارہ 29 سورۃ دھر آیت 15)

ترجمہ قرآن کنزالایمان: اور ان پر چاندی کے برتنوں اور کوزوں کا دور ہوگا جو شیشے کے مثل ہو رہے ہوں گے۔

آخر کار آپ کی پیشین گوئی پوری ہوئی اور 25 صفر المظفر 1340ھ 28 اکتوبر 1921ء کو جمعۃ المبارک کے دن دو بجکر 38 منٹ پر عین اذان جمعۃ المبارک میں ادھر مؤذن نے حی علی الفلاح کا ترانہ بلند کیا اور ادھر روح پاک اپنے رب حقیقی کی بارگاہ میں چلی گئی۔

وصال کے دن 12 بجے کے قریب اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے وقف نامہ لکھوایا اور اس پر اپنے دستخط فرمائے (جو آج کسی حنفی بریلوی مکتبہ پر وسایا شریف کے نام سے ہدیہ دے کر حاصل کیا جاسکتا ہے)

حضرت مولانا حکیم حسن رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ (داماد اعلیٰ حضرت) جو وصال کے وقت اعلیٰ حضرت کی بارگاہ میں حاضر تھے وہ تحریر فرماتے ہیں کہ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے جو وصیت نامہ تحریر کرایا تھا اس پر خود بھی عمل کیا۔

مولانا حامد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ سے فرمایا کہ قرآن کریم لاؤ ابھی وہ تشریف نہ لائے تھے کہ مولانا مصطفی رضا خاں صاحب سے فرمایا کہ سورۃ یٰس اور سورۃ رعد شریف کی تلاوت کرو آپ کے حکم کے مطابق دونوں سورتوں کی تلاوت کی گئی اعلیٰ حضرت نے سفر کی دعائیں معمول سے زائد پڑھیں پھر کلمہ طیبہ پڑھا جب بولنے کی طاقت نہ رہی تو ہونٹ حرکت کر رہے تھے جب کان لگا کر توجہ سے سنا تو اللہ اللہ فرمارہے تھے یہاں تک کہ ہر سانس میں اللہ اللہ نکلتا اسی طرح اپنے رب کا ذکر کرتے ہوئے اس دار فانی سے دار ربانی کو تشریف لے گئے۔

وصال کے دوسرے روز ہفتہ کے دن صبح غسل شریف دیا گیا آپ کی وصیت کے مطابق صدر الشریعہ مولانا امجد علی اعظمی نے غسل دیا اور حافظ امیر حسین مراد آبادی نے مدد دی پروفیسر سید سلیمان اشرف بہاری، مولانا محمد رضا خان، مولانا حسنین رضا خان، سید محمد ممتاز علی اور دیگر علماء عظام، سادات کرام اور حفاظ عالی مقام پانی دینے میں مصروف تھے۔

صدر الافاضل مولانا سید نعیم الدین مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ نے کفن شریف پہنایا مولانا حامد

رضا خان رحمۃ اللہ علیہ نے پیشانی اقدس پر کافور لگایا سید اظہر علی رحمۃ اللہ علیہ نے قبر مبارک کھودی۔

26 صفر المظفر بروز ہفتہ صبح 9 بجے اس امام اسلام کا جنازہ اٹھا۔

ے عاشق کا جنازہ ہے ذرا دھوم سے اٹھے

قریب کے علاقوں کے لوگ اپنے مجدد وقت کے جنازے کو پڑھنے کے لئے بریلی شریف پہنچ چکے تھے جنازے میں شریک افراد کا اندازہ گیارہ ہزار کے لگ بھگ تھا جنازہ اللہ اکبر، یارسول اللہ، یاغوث الوری کے نعروں میں اٹھا جنازے کے آگے آپ کی وصیت کے مطابق۔

کعبہ کے بدرالدجی تم پر کروڑوں درود
طیبہ کے شمس الضحی تم پر کروڑوں درود

پڑھا جارہا تھا یہ بریلی کی تاریخ کا سب سے بڑا جنازہ تھا، جنازے میں وہابی، رافضی اور نیچری افراد بھی شریک تھے بہت کم فاصلے پر مشتمل سفر چار گھنٹے کے طویل وقت میں محلہ سوداگراں سے عیدگاہ پہنچا وصیت کے مطابق اعلیٰ حضرت نے جنازے کے لئے مولانا امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ علیہ اور مولانا محمد حامد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ کا نام تجویز کیا تھا۔

مولانا حامد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ نے نماز جنازہ پڑھائی اور پھر ایسی شان وشوکت کے ساتھ جنازہ واپس ہوا محلہ سوداگراں میں دارالعلوم منظر الاسلام کے شمالی جانب مولانا حامد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ کے مکان مبارک میں خانقاہ رضویہ میں آپ کا مزار مبارک ہے دفن کے بعد ڈیڑھ گھنٹہ درود وسلام کا ورد ہوتا رہا سات مرتبہ با آواز بلند مولانا حامد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ نے اذان دی اور تین دن لگاتار قرآن پاک کی تلاوت کی گئی جو دن رات باقاعدگی سے ہوتی رہی آپ کا عرس مبارک جو شریعت کا آئینہ دار ہے ہر سال 24-25 صفر المظفر کو ہوتا ہے۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ کے انتقال پر ملال کی خبر نہ صرف ہندوستان بلکہ بیرون ہند حرمین طیبین، مصروشام اور بیروت کے اخباروں میں اس عنوان کے ساتھ چھپی۔

کہ عالم بے بدل کی وفات ہوگئی، امام اہل سنت کی وفات، جہان مرگیا، انتقال پرملال، نہ اب کوئی رہا، وہ دھوم آپ کی تھی متعدد اخباروں میں اس طرح کے مضامین لکھے گئے اگر تمام مضامین کو جمع کیا جائے تو ایک الگ مستقل کتاب کی شکل اختیار کر جائے گی۔

حرف آخر:

امام عشق ومحبت امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ علم ودانش کے سمندر تھے امام احمد رضا نے تقریباً تمام علوم پر اپنی لازوال تصانیف چھوڑی ہیں چودھویں صدی کے مجدد اور عرب وعجم کے رہنما تھے اعلیٰ حضرت نے انتہائی قلیل وقت میں جتنا باطل فرقوں کا رد کیا اتنی مدت میں ایک ادارہ یا ایک تنظیم بھی اس کام سے قاصر ہے باطل فرقوں نے تو اپنے تمام اکابرین کی تحریری اور تقریری سرمایہ محفوظ رکھنے کا بندوبست کیا لیکن افسوس ہم اہلسنت وجماعت حنفی بریلوی اپنے عظیم امام کے عظیم شاہکاروں کو مکمل طور پر محفوظ رکھنے کا بندوبست نہ کرسکے ضرورت اس امر کی تھی کہ ملت اسلامیہ کے اس عظیم محسن اور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشق صادق کے کارناموں کی زیادہ سے زیادہ تشہیر کی جاتی اور عالم اسلام کو اپنے عظیم قائد کی تحقیقات سے آگاہ کرتے۔

میں سمجھتا ہوں کہ میں اپنے امام احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے حالات زندگی کا احاطہ تو نہیں کرسکتا مگر یہ بات مجھے ضرور تسکین دیتی ہے کہ میرا نام امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ کے مدح سراؤں کی فہرست میں شامل ہوگیا ہے میں اس سلسلے میں بھی بڑا خوش نصیب ہوں کہ

مجھے ہمیشہ امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ کے درِ کرم سے محبت اور عقیدت کی خیرات ملی ہے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ ہم سب کو امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ کے علم ودانش وحکمت پر عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرمائے اور اعلیٰ حضرت کے عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم جیسا عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم عطا فرمائے اللہ تعالیٰ اس کتاب کو عوام اہلسنت کے لئے نافع بنائے۔

دعا ہے اللہ عزوجل میری اس کتاب کو اپنے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلے سے تا قیام قیامت عزت وعظمت عطا فرمائے اور میرے اور میرے والدین کے لئے ذریعہ نجات بنائے۔ آمین ثم آمین بجاہ طٰہٰ ویٰس صلی اللہ علیہ وسلم

والسلام مع الاکرام

محمد فہد قادری عطاری

مستفاد کتب

1۔قرآن مجید
2۔بخاری شریف
3۔سنن ابوداؤد شریف
4۔کنزالایمان
5۔حدائق بخشش
6۔حیات اعلیٰ حضرت
7۔ملفوظات اعلیٰ حضرت
8۔اعلیٰ حضرت اعلیٰ سیرت
9۔تذکرہ امام احمد رضا
10۔اعلیٰ حضرت ایک مظلوم مفکر
11۔سیرت امام احمد رضا
12۔اعلیٰ حضرت فنافی الرسول
13۔سیرت اعلیٰ حضرت
14۔مجدد دین وملت
15۔شرح سلام رضا
16۔سائنسی دنیا میں مسلم مفکرین کی خدمات
17۔فاضل بریلوی
18۔اعلیٰ حضرت مخالفین کی نظر میں
19۔اعلیٰ حضرت پر 150 اعتراضات کے جوابات
20۔امام احمد رضا اور تحفظ عقیدہ ختم نبوت
21۔امام احمد رضا کا عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم
22۔مکتبہ شاملہ
23۔اہل سنت وجماعت کا اجمالی تعارف